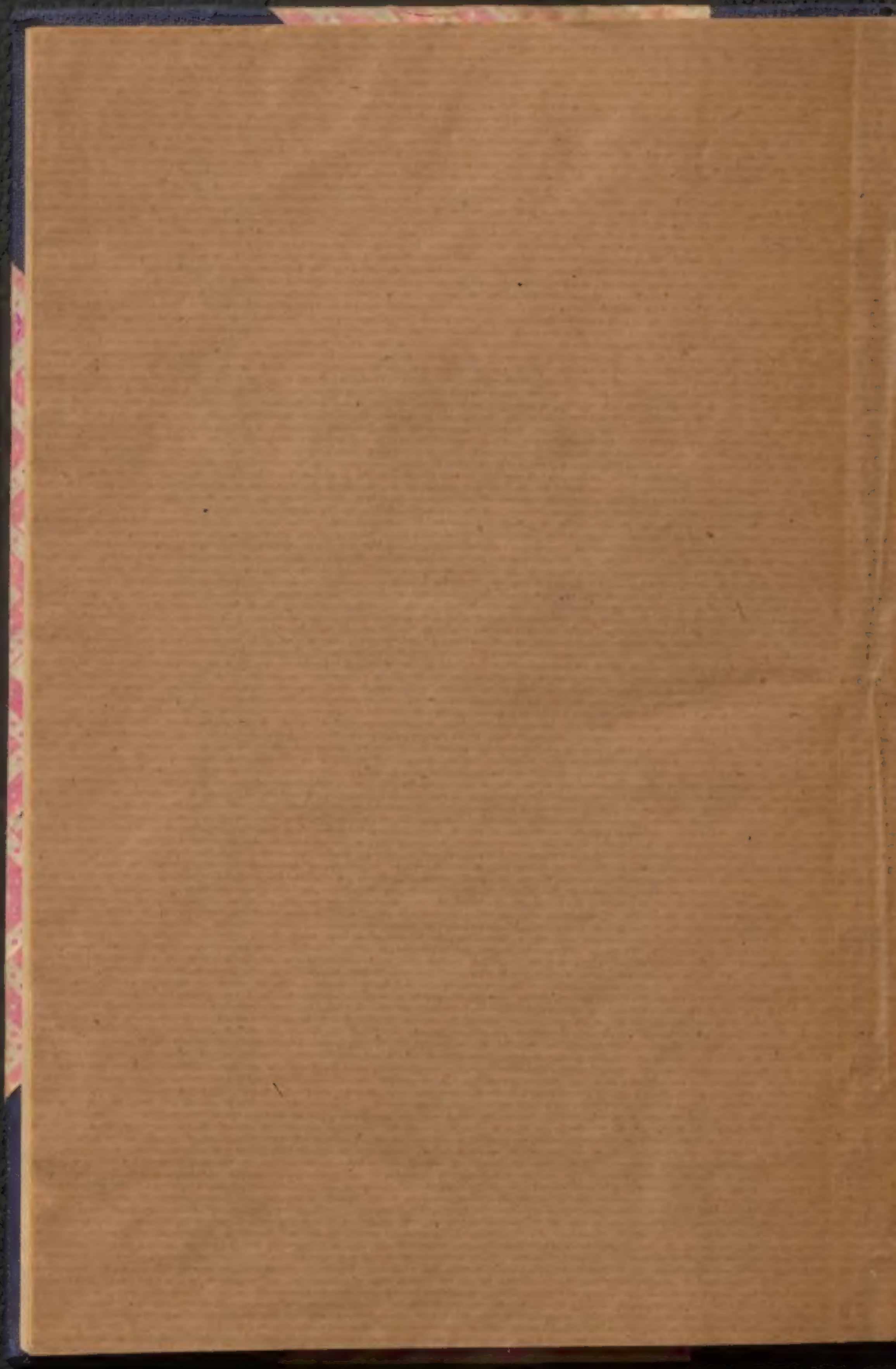
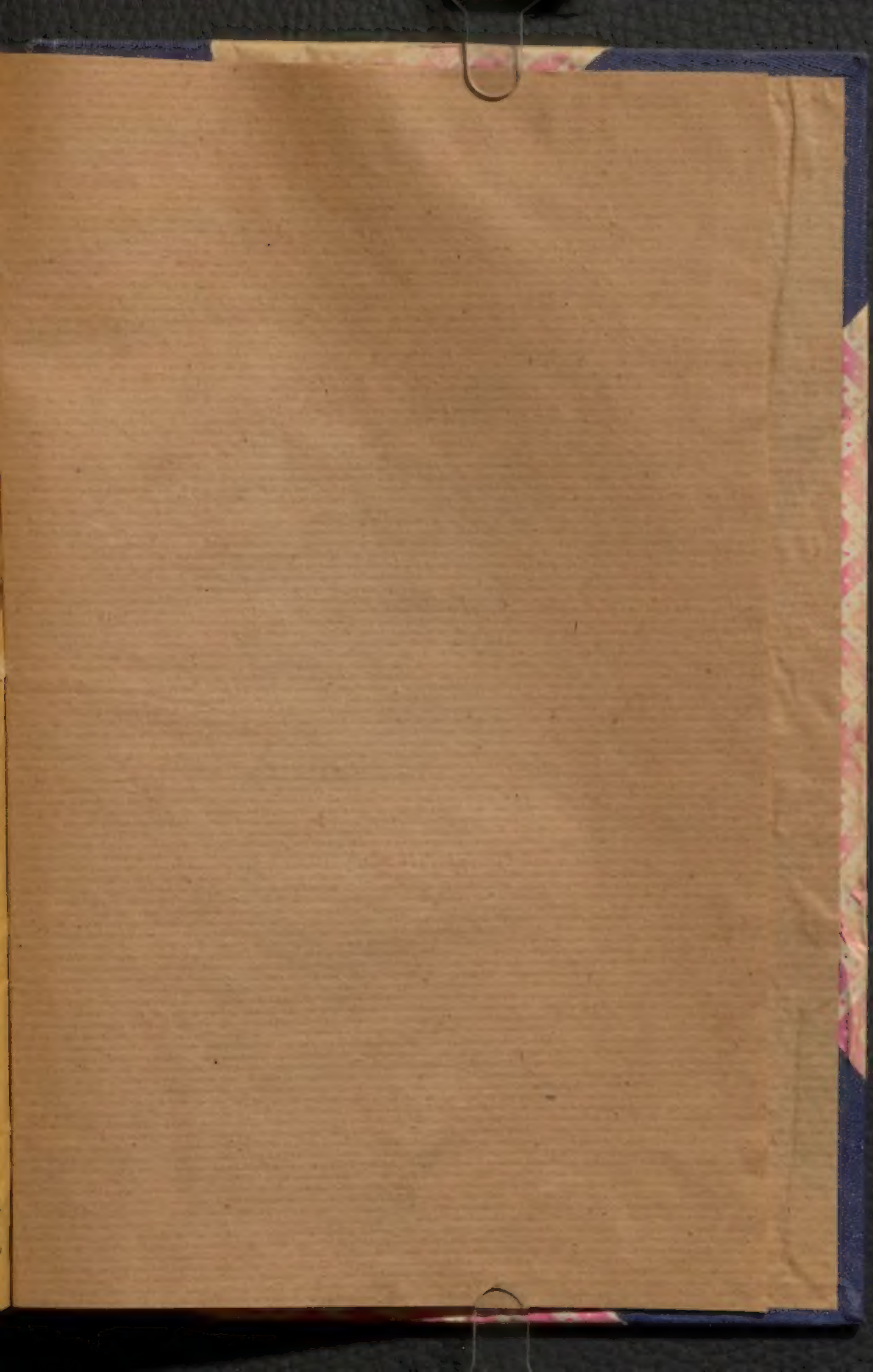
MG15
N9743i

MG15 .N9743i
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES
32908
★
McGILL
UNIVERSITY

3343340





مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ

ابطال الوہیّت مسیح

مُصنّفہ

زبدۃ المحققین جناب مولوی نور الدین صاحب حکیم ریاست جمّوں و کشمیر
مُصنّف کتاب فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب وغیرہ

جس کو

انجمن حمایت اسلام لاہور نے مولوی صاحب موصوف کی اجازت سے

اہل اسلام کے فائدے کے واسطے طبع کرایا

سنہ ۱۳۰۸ ہجری المقدّس

سنہ ۱۸۹۰ عیسوی

مطبع مفید عام لاہور میں مولوی کرم بخش صاحب مالک مطبع کے اہتمام سے چھپا

MG15
N9743c

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کا ابطال

اس مضمون پر لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہے اور مسیح کے انسان رسول ہونے پر دلائل بیان کیے ہیں۔ مگر قرآن نے نہایت ہی سیدھی اور صاف راہ اس مسئلے میں اختیار فرمائی ہے اور کہا ہے۔

مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ۔

پ ۶ س مائدہ رکوع ۱۰

قرآن جو خالق فطرت کا کلام ہے انسان کو فطرت کے قانون پر توجہ دلاتا ہے نہ کسی

مسیح بن مریم تو ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے بھی ایسے رسول ہو گذرے ہیں۔ اور اسکی ماں ایک نیکبخت عورت ہے۔ دونوں کھانا کھایا کرتے۔ دیکھ ان لوگوں کے لئے ہم کیونکر سچے نشان کھول کھولکر بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھ کہاں بہکے جاتے ہیں۔

32908

بھول بھلیاں فلسفیانہ اور منطقیانہ دقیق اور غیر قابل فہم دلیل سے بلکہ نیچر کے روزمرہ
کے مشہودہ دلائل سے سادہ طبیعت کج فہم انسانوں کو جگاتا ہے کہ مسیح ایک رسول مثل
اگلے رسولوں کے تھے۔ اس کی ایک ماں تھی۔ وہ کھانا کھایا کرتے اور یہ سہ گانہ امور
ایسے ہیں جن سے کوئی عیسائی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ عوارض اور
صفات ایسے ہیں جو نوع انسان کو ہی لاحق ہوا کرتے ہیں اور یہی عوارض اور صفات
ہیں۔ جو انسان کو حوائج اور ضروریات جسمانی کی تحصیل و تحصل میں مبتلا کرتے ہیں
اور یہی اقتصار و نیاز اس کی مخلوق اور محتاج اور عبد ہونے پر دلالت کرتا ہے سچ ہے
جو کھانے کا محتاج ہوا۔ وہ ساری مخلوق کا محتاج ہوا۔ اور اللہ تعالے الغنی مطلق ہر
احتیاج سے پاک اور ہر عیب سے مبرا ہے۔ غرض ایک میں احتیاج ہے۔ اور دوسرے میں
غنا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ صفات و لوازم کے اختلاف سے ملزوم و موصوف کا اختلاف
سمجھا جاتا ہے۔ ہم پتھر کو نباتات سے علیحدہ پتھر کے لوازمات و صفات سے یقین
کرتے ہیں۔ اور نباتات کو پتھر سے الگ اس کے لوازمات و صفات سے۔ حضرت
مسیح میں انسان ہونے کے لوازمات و صفات نے حضرت مسیح کو انسان ثابت کیا۔
اور رسالت کے لوازمات نے مثلاً مردوں کا زندہ کرنا وغیرہ نے رسول۔ اور اس امر نے
کہ الوہیت کے لوازمات مثلاً غنا۔ خالق ہونا وغیرہ مسیح میں نہیں پائے جاتے۔
اسواسطے وہ خدا یا خدا کے بیٹے نہیں ہو سکتے۔

ان بیانات سے حضرت مسیح کی انسانیت اور مخلوقیت تو صاف عیاں ہے۔ مسیح کو
خدا یا خدا کا بیٹا ماننے والو مسیح کی خدائی کہاں سے نکل پڑی ✦

اگر وہ ایک مخفی اور غیب الغیب راز ہے تو ایک خیال اور وہم سے بڑھ کر اس کی

کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ کوئی زبردست اور بڑی قوی دلیل اس کی خدا بنانے کی درکار ہے۔ کیونکہ مکلف انسان کے ایک ایسے مسئلہ مین جو حصول ایمان اور نجات اخروی سے تعلق رکھتا ہے کبھی مضبوط اور غیر مذبذب اعتقاد نہین رکھ سکتا جب تک کسی روشن دلیل نے اسکی دل کو مطمئن نہ کر دیا ہو۔ اور اگر الوہیت مخفی اور ناگفتنی اسباب پر مبنی ہے تو یون تو ہر شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ مین بھی مجسم خدا ہون۔ اور تمام دنیا کی بت پرست قومون نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ انکے مقدس لوگ خدائے مجسم تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے باغراض مختلفہ جامۂ جسمانی پہنا۔

جائے غور اور انصاف ہے۔ کہ مسیح مین کونسی خصوصیت اور ترجیح ہمین اسبات کے یقین کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ مسیح تو خدائے مجسم تھا۔ اور باقی اوتارون کے مرید اپنے دعوے مین صادق نہ تھے قرآن کہتا ہے:

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ هُوَ الْغَنِيُّ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

س ۱۱ س یونس رکوع ۷

مسیح علیہ السلام کو خدائے مجسم ماننے والون نے دو دعوے کئے ہین۔

اول یہ کہ مسیح خدا تھے۔ اور دوم یہ کہ مسیح انسان تھے۔ کیا معنے کہ مسیح جامع الوہیت و انسانیت تھے مسیح کا انسان ہونا تو حسب نشان آیت اولیٰ و ثانیہ مسلم ہے۔ کیونکہ مسیح بھی رسولون مین سے ایک رسول تھے۔ اگر انہون نے معجزے دکھلائے تو اسی قسم کے کرشمے موسے اور ایلیا

ترجمہ: وہ انہون نے کہا اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ وہ پاک غنی ہے زمین و آسمان مین جو کچھ ہے کسی کا ہے ایسی باتون کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہین۔ کیا اللہ پر ناسمجھی سے باتین بناتے ہو۔

اور الیشع وغیرہ نے بھی دکھلائے مسیح کی ماں٭ تھی اور وہ دونوں کھاتے پیتے تھے۔
ہاں خدا ہونے کی دلیل چاہیئے قرآن نے بھی کہا ہے تمہارے پاس کوئی دلیل
مسیح کے خدا ہونے پر نہیں۔ تو پھر کیوں مدعی الوہیت مسیح ہو گئے ہو چنانچہ آیت بالا کی مضمون سے واضح ہے۔

جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے خدا ہونے پر ابطال کیا ہے ایسی ہی حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابن اللہ خدا کے بیٹا بنانیکے عقیدہ کو اسطرح باطل ٹھہراتا ہے٭٭

اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ
ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ لَا تُدْرِکُہُ
الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ س الانعام رکوع ۱۸

٭ ہر ایک شخص کی شہرت کبھی اسکے نامی گرامی والد کے باعث ہوا کرتی ہے اور کبھی اسکی والدہ ماجدہ کے باعث۔ اور کبھی اسکے ذاتی جوہرن کیوجہ سے حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی والدہ ماجدہ یروشلم مین بطور نذرانہ الہیہ کھی گئین وہان اپنی خالہ ذکریا کی بی بی کے پاس پرورش پائی۔ تمام یہودی قوم ہر سال یروشلم مین آتی اور صدیقہ مریم علیہا السلام کو وہان دیکھتی اسلئے انکی ان سے اچھی واقفیت تھی حضرت سیدنا مسیح علیہا السلام کے ذاتی جوہرن سے ابتداءً واقف نہ تھی۔ آخر منکر ہوئی۔ مگر آپکی والدہ ماجدہ صدیقہ مریم کی عظمت و بزرگی کی قائل تھی یا کم انکم یون کہئے کہ اُنسے اچھی طرح واقف تھی اسلئے سیدنا مسیح علیہ السلام کو ابن مریم کہتی۔

٭٭ اسکے کہان سے بیٹا ہوا۔ اسکا تو کوئی ساتھی نہین اسنے سب چیزون کو پیدا کیا اور وہ کل چیزون کو

گویا قرآن کریم کہتا ہے مسیح ابن اللہ کن معنون پر ہین - آیا عرفی و حقیقی معنون پر مسیح ولد اللہ یا مجازی معنون پر اگر عرفی اور حقیقی معنون مین ہین - یہ تو صحیح نہین کیونکہ اس صورت مین سیدہ مریم علیہا السلام کو خدا کی جورو اور اس کا ساتھی ہونا ماننا ضروری و لازمی امر ہے - اور تمام عیسائی اور سارے عقلاء سیدہ صدیقہ مریم علیہا السلام کا اللہ تعالیٰ کا صاحبہ ہونا اعتقاد نہین رکھتے -

اگر مجازی معنی ولد اللہ اور ابن اللہ کے لیتے ہو - اور حقیقی اور عرفی معنے نہین لیتے ہو تو مجازی معنی نہایت وسیع ہین - ولد اللہ کے معنی خدائے مجسم خدا کے ساتھ ذاتاً متحد ہستی تجویز کرنا ہرگز ہرگز ہرگز صحیح نہین - کیونکہ اگر یہ معنے لوگے اور مسیح کو اللہ اور اللہ کا بیٹا کہوگے - تو ضرور ہوگا کہ مسیح ذات و صفات مین خدا ہو - یا خدا کے برابر - اور صفت معبودیت اور صفت خلق اور علم وغیرہ مین جو انسانی جسم کے لحاظ سے نہین بلکہ روح کے لحاظ سے ہین خدا کی سی صفات رکھتا ہو - مگر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مین یہ صفات کاملہ خدا کی طرح موجود نہ تھین غور کرو -

پہلی صفت کاملہ صفات مین سے علم کامل ہے - یہ صفت بھی حضرت مسیح علیہ السلام مین پوری پوری موجود نہ تھی خود حضرت مسیح فرماتے ہین - مگر اس دن و اس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہین اور نہ بیٹا کوئی نہین جانتا [I] "

دوسری صفت معبود ہونا خود حضرت مسیح علیہ السلام نمازین پڑھتے اور دعائین مانگتے

م جاننے والا ہے - یہی اللہ تمہارا رب ہے اسکے سوا کوئی معبود نہین - کل اشیا کا خالق ہے اسکی عبادت کرو - اور وہ سب کا کارساز ہے - اسے آنکھین نہین پا سکتین - یا آنکھین گھیر نہین سکتین اور وہ آنکھون کو پاتا - یا انکا احاطہ کر سکتا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے -

I مرقس ۱۳ باب ۳۲ و متی ۲۴ باب ۳۶ و اعمال ۱ باب ۷ متی ۲۶ باب ۳۸

تھے۔ کیا معنے عابد تھے معبود نہ تھے +

تیسری صفت خلق کل شی مسیح علیہ السلام فرماتے ہین۔ واہنے بائین بٹھانا میرا کام نہین۔ مگر انہین کو جنکے لیئے میرے باپ سے تیار کیا گیا۔ ۃ

چوتھی صفت لاندّ کہ الا البتہ مسیح ایسے ہی محسوس و مشہود صورت شکل والے انسان تھے جیسے اور انسان ہوتے ہین البتہ ذرہ حسین و جمیل نہ تھے۔ جس حالت مین یہ صفات کاملہ جو اکثر جسمیت کے لحاظ سے نہین ہوا کرتین مسیح علیہ السلام مین نہ تھین تو مسیح خدا کے بیٹے کیسے ہو سکینگے +

ایک نادان عیسائی مفسر نے جس کو خواہ مخواہ بدزبانی اور دھوکھا دہی کی وتہ ہے اپنی تفسیر مین لکھا ہے۔ کہ یوحنا ۱۶ باب ۱۷ سے معلوم ہوتا ہے۔ مسیح سب کچھ جانتا تھا۔ الا جہان کہا۔ مین نہین جانتا۔ وہ اسلئے کہا کہ اسے اُس موقعہ پر اظہار مطلوب نہ تھا۔ مگر مین کہتا ہون اگر اظہار مطلوب نہ تھا۔ تو جھوٹھ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیون کہدیا۔ کہ بیٹا بھی نہین جانتا۔ کیون صاف نہ فرمایا کہ اِس وقت اس امر کا ظاہر کرنا۔ مصلحت کے خلاف ہے۔ بلکہ ٹھیک بات یہ ہے کہ سب کچھ کا لفظ کتب مقدسہ کے محاورہ پر عموم محیط کے معنی نہین دیتا۔ جیسا اظہار عیسوی کے صفحہ ۱۷۲۔ اور ۱۸۲ سے ظاہر ہے۔ پس یوحنا ۱۶ باب ۷ امین یہ کہنا کہ مسیح سب کچھ جانتا تھا۔ اس امر کا مستلزم نہین۔ کہ محیط کے معنی رکھتا ہو۔ اظہار عیسوی مین بجواب اس سوال کے کہ دکتاب اعداد کے ۳۱ باب ۷ مین لکھا ہے۔ انہون نے مدیانیون سے لڑائی کی۔ جیسے یہواہ نے موسے سے فرمایا تھا۔ اور اُن کی سارے مردون کو قتل کیا +

ۃ متی ۲۰ باب ۲۳

اور قاضیون کے ۶ باب اور ۱ مین ہے تخمینہ دو سو برس بعد اس حادثہ کی مدیانیون نے سات برس تک سب بنی اسرائیل کو مغلوب رکھا۔ پس ان دونون کتابون مین بڑا تعارض ہے۔ کیونکہ جب سب مدیانی مارے گئے تھے۔ تو یہ قوت مدیانیون مین کہان سے آگئی)

اور بجواب اس سوال کے کہ (خروج ۹ باب ۶ مین ہے) مصریون کے سب مویشی مرگئے اور آیت ۲۰ مین ہے کہ فرعون کے نوکرون مین ہر ایک جو یہواہ کے کلام سے ڈرتا تھا۔ اپنے نوکرون اور مویشیون کو گھرون مین بھگادیا۔ بھلا جب سب مویشی مصریون کے مرگئے۔ تو فرعون کے نوکرون کے لئے مویشی کہان سے آگئے)

ان دونون سوالات کے جواب مین پادری ٹھاکر داس نے اظہار عیسوی مین لکھا ہے۔ کہ سب کچھ کا لفظ عموم محیط کے معنے نہین دیتا۔ یعنی سب کچھ کے کہنے سے یہ لازم نہین آتا کہ کوئی مدیانی بھی نہ رہا۔ اور کوئی بھی مویشی باقی نہ رہا ہو۔ بلکہ یہ معنے ہین کہ اکثر مدیانی مارے گئے۔ اور اکثر مویشی ہلاک ہوئے مین کہتا ہون۔ اگر یہ جواب درست ہے تو اسی طرح جہان یوحنا ۱ باب ۴ اور متی ۱۱ باب ۲۷ نے کہا حضرت مسیح علیہ السلام سب کچھ جانتا تھا اسکے بھی یہی معنے ہین۔ کہ اکثر جانتے تھے۔ عموم محیط کے معنے نہین ایسے ہی یوحنا ۱۰ باب ۸ مین ہے۔ سب جتنے مجھ سے پہلے آئے۔ چور اور بٹ مار تھے یہان بھی سب کا لفظ عموم محیط کے معنے نہین دیتا کیونکہ حضرت موسے اور حضرت داؤد حضرت ابراہیم اور حضرت ایوب علیہم الصلوۃ والسلام چور اور بٹ مار نہ تھے۔

ایک اور طرز جو نہایت قابل غور ہے۔ کسی چیز کا کسی چیز سے ہونا تین طرح ہوسکتا ہے اول خالق سے مخلوق کا ہونا۔ کہ خالق نے اپنی کامل طاقت پوری قدرت سے ایک

سے ایک چیز کو پیدا کر دیا۔
دویم ایک چیز کے دو یا کئی ٹکڑے ہو جاوین تو ہم کہدین یہ ٹکڑے فلان چیز سے پیدا ہو گئے۔
سویم کیمیاوی طور سے دو چیزون کے میل سے ایک تیسری چیز پیدا ہو جاوے۔
اب کسی کے ولد اور ابن پر اگر ہم نگاہ کرین کہ دو کے میل سے تیسرا پیدا ہو جاوے۔ تو ظاہر ہے کہ قانون کے نظارے مین بیٹا کا باپ سے پیدا ہونا یون ہوا کرتا ہے۔ کہ دو یعنے نر و مادہ باہم ملین اور جنین بنے۔
اب اس تمہید کے بعد گزارش ہے۔ غور کرو قرآن کریم کس طرح حضرت مسیح وغیرہ بزرگان کو خدا کے بیٹا کہنے پر ملزم ٹھیراتا ہے۔ انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ
کیا معنے۔ نادانو! کسی کو خدا کا بیٹا ماننے الو۔ اگر یہ لوگ جن کو تم بیٹا کہتے ہو۔ الہی مخلوق ہین۔ تو کوئی مقام بحث نہین۔ اور اگر خدا کے ٹکڑے ہین تو اس کے تم قائل نہین۔ توالد کا اعتقاد اور کسی کے بیٹا کہنے کا مدار تو قانون قدرت کے نظارے مین اسبات پر موقوف ہے۔ کہ دو چیزین آپس مین ملین اور اُنسے تیسری چیز پیدا ہو جاوے۔
تمنے صرف اللہ تعالےٰ سے بدون اُسکے صاحبہ ماننے کے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کیسے مان لیا۔
عیسائی مانتے ہین کہ ازل سے اکیلے باپ سے حضرت مسیح ازلی بیٹا ہوا۔ اور وہان صاحبہ کوئی نہ تھی۔ بدون دوسری چیز کے ایک چیز سے توالد نہین ہوا کرتا۔

ایک اور قرآنی دلیل ہی جو حضرت مسیح کے ابن اللہ ہونیکو باطل کرے

دخلق کل شی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے حسب تسلیم اُن لوگون کے جو کسی بزرگ کو خدا کا بیٹا کہتے ہین۔ اللہ تعالےٰ ہر شے کا خالق ہے اور جو چیز خالق ہو وہ باپ اور جو بیٹا ہو اپنے باپ کی مخلوق نہین ہوا کرتا۔ کیونکہ بیٹے کا ہونا طبعی امر ہے۔ اور قدرت و ارادے سے باہر ہوا کرتا ہے۔ اور خالق ہونا اختیار اور ارادے کا مثبت ہے۔ جیسے عیسائی خود مانتے ہین کہ بیٹا نجات کے واسطے ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اُسے اس ارادہ سے نکالا کہ نجات ہو۔

ایک اور دلیل

وھو بکل شئ علیم

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کسی بزرگ آدمی کو خدا کا بیٹا ماننے والے اللہ تعالےٰ کو ہر شے کا عالم یقین کرتے ہین۔ ایسا کامل علم اور ایسے محیط سمجھ چاہتی ہے۔ کہ فاعل خالق بالارادہ ہو۔ کیونکہ شعور و علم ہی طبعی افعال اور خلق مین امتیاز بخش ہے۔ طبعی افعال مین شعور اور ارادہ نہین ہوا کرتا ہے۔ ان تمام دلائل کو ایک جگہ جمع کر کے قرآن فرماتا ہے۔ بدیع السموات والارض انی یکون لہ ولد ولم یکن لہ صاحبۃ وخلق کل شئ وھو بکل شئ علیم

اور ایک جگہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وقالوا اتخذ اللہ ولدا سبحنہ ھو الغنی لہ ما فی السموات وما فی الارض ان عندکم من سلطان بھذا اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون

اس جگہ حضرت مسیح علیہ السلام اور انکے سوا کسی اور بزرگ کے بیٹا ہونے کو اللہ تعالیٰ اس طرح باطل فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ غنی ہے اور احتیاج سے پاک۔ اور کسی کا بیٹا ہونا اللہ تعالےٰ کے غنی اور بے پرواہی کو باطل کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا تو ولد اسلئے ہوگا۔ کہ وہ پاک ذات آپ کسی کام

ے عاجز ہوگئی - مثلاً اپنے عدل کے لحاظ کسی کو نجات نہین دے سکتا - اسواسطے اسکو ضرورت
پڑی کہ جیسے عیسائیون کا اعتقاد ہے - کہ اسکا بیٹا ہو جو نجات دلا سکے - یا بیٹا اسلئے کہ اسے
شہوت مٹانے کی حاجت پڑی - یا بیٹا اسلئے کہ اسے اپنا جانشین بنانے کی ضرورت پڑی
اور بالکل ظاہر ہے - کہ بیٹا باپ سے اصل مین مساوی ہوا کرتا ہے - مگر چونکہ بیٹا بیٹا ہونے مین
باپ کا محتاج - پس اگر مسیح علیہ السلام خدا تعالی کے معاذ اللہ بیٹے ہوتے تو غنی اور بے پروا ہی
مین باپ کے مساوی ہوتے مگر بیٹا ہو کر احتیاج سے پاک نہین ٹھہر سکتا پھر ذات باریتعالی
ترکیب سے پاک کیونکہ مرکب ترکیب کرنے والے کا محتاج ہوا کرتا ہے - جب مرکب نہوا تو بیٹا
اس سے کیونکر علیحدہ ہوا - پھ بیٹا ہونا بعدیت کو چاہتا ہے - اور ازلی بیٹا ہونا بعدیت کے
خلاف ہے -

عیسائیون نے جس قدر دلائل مسیح کی الوہیت اور تثلیث کے اثبات مین جو ایک منشاء
الوہیت مسیح ہے - بیان کئے ہین سب کے سب سادہ اعتقادی پر مبنی ہیں اور اسلئے ضعیف اور
بیکار ہیں +

مین بے عیب واحد خدا کی مدد اب بیان کرکے ان پر جرح کرتا ہون - بڑے بڑے دلائل
مسیح کی الوہیت پر اور تثلیث پر جو مسیح کی الوہیت کا ایک سرچشمہ ہے یہ ہین -

پہلی دلیل مسیح کی الوہیت پر تثلیث ہے - اب تثلیث کے دلائل اور انکا ابطال سنئے -

پہلی دلیل - توریت شریف کا پہلا جملہ - برا الوہیم - برا فعل ہے - اسکے معنے پیدا
کیا - الوہیم - اس کا فاعل ہے عیسائی مذہب کے لوگ اس جملہ سے تثلیث ثابت کرتے ہیں - کیونکہ
برا فعل واحد اور الوہیم اس کا فاعل جمع ہے - اور اسمین تثلیث کا اشارہ پایا جاتا ہے -
اس دلیل پر جرح الوہیم نکلا ہے - الوہ سے - اور الوہ معبود برحق اور معبود باطل دونو

پر بولا جاتا ہے۔ الہیم جمع ہے۔ الوہ کی۔ پس اسکے معنے معبودان باطل اور معبودان برحق کے ہونگے۔ الوہ کے جمع الہیم کا لفظ قاضیون اور سرداروں اور فرشتون اور بادشاہان برد ہو پر بھی بولا گیا ہے۔ جمع کے معنے اسمین لازمی اور ضروری نہین الوہ بمعنی معبود برحق۔
نحمیاہ - ۹ باب ۱۷۔ الوہ بمعنی معبود باطل - دانیال - ۱۱ باب ۳۷ و ۳۸

۲ تاریخ ۳۲ - ۱۵

حبقوق - ۱ - ۱۱

ایوب - ۱۲ - ۶

الہیم - جو الوہ کی جمع ہے - واحد حقیقی شخصی پر بھی بولا گیا ہے۔
موسے کو خروج ۷ باب ۱ - اور خروج ۴ باب ۱۶ مین الہیم کہا گیا - خدا کہتا ہے مینے تجھے اے موسیٰ فرعون کے لئے الہیم بنایا - اور ہارون کے لئے الوہیم بنایا۔
الوہیم معنے جمع معبودان باطل کے واسطے -

استثنا - ۱۳ - ۱۷ - ۳۲ - ۳۹ -

قضات - ۵ - ۸ - ۱۰ - ۱۴

۱ سلاطین - ۹ - ۲

۲ سلاطین - ۱۹ - ۱۸ -

۱ تاریخ - ۵ - ۲۵ -

۲ تاریخ - ۱۳ - ۹ - ۲۵ - ۱۴

زبور - ۹۷ - ۷

زبور - ۱۳۶ - ۲

یرمیاہ - ۲۵ - ۱۱ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۹ - ۲۰

الوہیم بمعنے باوشاہان وسرداران وقاضیان

خروج - ۲۲ باب ۲۸ آیت

استثنا - ۱۰ - ۱۷

زبور - ۸۲ - ۱ - ۱۳۸ - ۱

پیدایش - ۶ - ۲ و ۴ -

خروج - ۲۱ - ۶ - ۲۲ - ۸ - ۲۲ - ۹

الوہیم بمعنے فرشتہ ہا

۱ سموئیل - ۴ - ۸ - ۲۸ - ۱۳ -

۲ - سموئیل - ۷ - ۱۳

زبور - ۸۲ - ۶ - ۸ - ۵ -

الوہیم بمعنے خداواحدحقیقی

پیدایش - ۱ - ۱

۱ - سلاطین - ۱۸ - ۲۴ - ۳۹

معبودان باطل اور بادشاہون اور سرداروں اور قاضیون اور فرشتون پر اکثر بمعنے جمع آتا ہے - اور کبھی بمعنی واحد اور معبود برحق پر ہمیشہ بمعنے واحد حقیقی آتا ہے -

علاوہ برین اگر اشارات ہی سے ثابت کرنا چاہتے ہو - تو پہلے تثلیث کو اور دلائل سے ثابت کرلو - پھر اشارات سے اسکی تقویت کرو کیونکہ صریح تثلیث کا اعتقاد کتب مقدسہ سابقہ مین نہین - اگر ایسے وہمی اشارات سے اس کا ماننا باعث نجات

ہے۔ جیسے خوش عقیدہ عیسائیون کا خیال۔ تو عیسائی انصاف سے سنین۔ اور مسلمانون کو نجات یافتہ یقین کرین۔

قرآن مین متعدد جگہ باریتعالیٰ کی ذات بابرکات کو بصیغہ جمع تعبیر فرمایا ہے دیکھو

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

س ۱۴ سر حجر رکوع ۔۱۔

نحن خلقناکم فلولا تصدقون

س ۲۷ سر واقعہ رکوع ۲۔

نحن قدرنا بینکم الموت بما نحن بمسبوقین۔

س ۲۷ سر واقعہ رکوع ۲۔

اور مسلمان قرآن کے تمام جملون پر ایمان لائے ہین۔ موسیٰ اور ابراہیم وغیرہ انبیا اگر ایسے ہی مجمل برا الوہیم کے جملے مین الوہیم کو جمع بولنے سے نجات پاگئے۔ تو مسلمان باریتعالیٰ کی ذات واحد پر جمع کے کلمات بولنے سے کیون نجات نہ پاوینگے۔ رہا تفصیلی بیان اول تو وہ عیسائیونکو بھی حاصل نہین کیونکہ وہ تثلیث اور الوہیت کے بھید کو سمجھنے کے لئے انسانی عقل کو قاصر خیال کرتے ہین۔ مسیح سے پہلونکو کیونکر حاصل ہوگا ❊

دویم کتب سابقہ مین سے تفصیل موجود نہین۔ بعد تسلیم ان سب مراحل کے عیسائیون کی خدمت مین عرض ہے۔

ء بیشک ہم ہی نے اس قرآن کو اتارا اور ہم ہی اسکے نگہبان ہین۔ ہم ہی نے تم کو پیدا کیا۔ پھر تم تصدیق نہین کرتے ہم ہی نے تم مین موت کو مقدر کیا۔ اور ہم کو کوئی جیت نہیں سکتا ❊

بھائیو! نفس تثلیث یا جمع کے کلمون سے مسیح کی الوہیت کو کیا تعلق ہے +

دوسری دلیل

دیومر یھواہ الوھیم بن ھا آدم کا حد۔ ممنو۔

ترجمہ۔ کہا خدا نے ہوگیا آدم ہم مین سے ایک کی مانند۔ اس آیت سے تثلیث ثابت ہوئی۔

جواب۔ اس ترجمہ مین کا حد کا ترجمہ ایک عام تراجم کے طور پر کیا گیا۔ ورنہ اسکا ترجمہ حقیقت مین یکہ ہے +

ایوب۔ ۲۳۔ ۱۳۔

غزل الغزلات۔ ۷۔ ۹۔

اور ممنو کا لفظ مرکب ہے مِن اور ہو سے ترکیب کے وقت عربی زبان مین جیسے عربی مین نون وقایہ ہوتا ہے۔ ایک نون لاتے ہین۔ اسلئے من ہو۔ من نہو ہوگیا۔ اور ع۔ ب مین ہا اور نون بدل جاتے ہین۔ اسلئے من ہو من نہو بن کر من نو ہوگیا۔ تین نون جمع ہونے سے پہلا نون میم سے بدل گیا۔ اور باقی دونو ہان دونو نون ایک دوسرے مین مدغم ہوے۔ تحقیقات بالا سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ صیغہ غایت کا ہوا نہ متکلم مع الغیر کا جسے عیسائیون نے خیال کیا ہے۔ پس ممنو کا ترجمہ ہوگیا۔ اسمین سے نہ ہم مین سے۔

دیکھو ممنو غائب کا صیغہ

پیدایش۔ ۲۔ ۱۷۔ و ۳۔ ۳۔ ۱۱۔ ۱۷۔ ۲۲ و ۲۳۔ ۶ و ۲۶۔ ۱۶ و ۴۸۔ ۱۹۔

اخبار۔ ۲۔ ۱۱ و ۳۔ ۴ و ۴۔ ۱۹ و ۵۔ ۲۔ ۳۔ ۴ و ۶۔ ۸ و ۷۔ ۳۔

۱۴-۱۵-۱۶-۱۸ اور ۸-۱۱ و ۱۵-۱۶-

خروج ۱-۹ و ۴۴-۲۶ و ۵-۸ و ۱۰-۲۶ و ۱۲-۹-۱۰ و ۱۴-۱۲-

پس اس آیت کا ترجمہ ٹھیک طور پر یہ ہوا - ہوگیا آدم یکہ ان مین سے - کیا مطلب آدم حیوانات سے ممتاز ہو کر یکتا ہوگیا - ربی شمعون لکھتا ہے - کہ خدا نے کہا دیکھو وہ یکتا ہے نیچے والون سے جیسا مین یکتا ہون اوپر والون مین سے - ت

تیسری دلیل حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا ہونے پر

ابن اللہ کا لفظ ہے جو حضرت مسیح کے حق الہی الہام مین بولا گیا عیسائی کہتے ہین جو ابن اللہ ہوگا - وہ باپ سے ذات مین ضرور متحد ہوگا -

جواب - ذیل کے محاورات سے صاف صاف ظاہر ہے - کہ ابن - اور ابن اللہ کا لفظ توریت اور انجیل اور دونون کے ضیمون مین - نہایت ہی وسیع معنے رکھتا ہے - لفظ ابن کے محاورات دیکھنے ہون تو دیکھو -

متی ۲۳ - باب ۳۷ - یہودی یروشلم کے بیٹے ہین

لوقا ۹ باب ۴۴ - یہودی یروشلم کے لڑکے ہین

لوقا ۲۰ باب ۳۶ - لوگ قیامت کے بیٹے ہین -

اتسلنیقیون ۵ باب ۵ - تم نور کے بیٹے دن کے تر ہو -

یوحنا ۸ باب ۴۴ - بُرے شیطان کے بیٹے ہو -

" ۱۷ باب ۱۲ - ہلاکت کے فرزند -

متی ۲۳ - باب - ۳۳ یہودی سانپ کے بچے ہین -

جس طرح ان مقامات مین ابن کا لفظ صرف خاص تعلق اور مناسبت کے واسطے بولا گیا اسی طرح ابن اللہ کا لفظ کیون نہین لیا جاتا؟

اب ہم اُن محاورات کو لکھتے ہین جن مین ابن اللہ کا خاص کلمہ وسیع نہایت ہی وسیع معنون مین مقدسہ کتب نے لیا ہے۔

۱۔آدم علیہ السلام خدا کے بیٹے ولوقا ۳ باب ۳۸

۲۔شیث علیہ السلام خدا کے بیٹے۔پیدایش ۶ باب ۲

۳۔اسرائیل علیہ السلام خدا کے بیٹے۔خروج ۴ باب ۲۲

۴۔افرائیم خدا کا پلوٹھا بیٹا۔یرمیا ۳۱ باب ۹ و ۲۰۔انکے لئے خدا کی انتڑیان مڑی گئین

۵۔داؤد علیہ السلام خدا کے بڑے بیٹے زبور ۸۹۔۲۶ و ۲۷

۶۔سلیمان علیہ السلام خدا کے بیٹے۔اتاریخ ۲۲ باب ۹ و ۱۰۔و ۲۸ باب ۲۶

۷۔قاضی مفتی خدا کے بیٹے۔زبور ۸۲۔۶

۸۔تمام بنی اسرائیل خدا کے بیٹے۔رومی ۹ باب ۴۔استثنا ۱۴ باب ۱۔۳۲ باب ۱۹

۹ تمام حواری خدا کے بیٹے۔ایوحنا ۱۳ باب ۲

۱۰۔سب عیسائی خدا کے بیٹے بلکہ سب مومن ایوحنا ۳ باب ۹۔

۱۱۔سب یتیم خدا کے بیٹے۔زبور ۶۸۔۵۔

۱۲۔سب خاص وعام خدا کے بیٹے۔متی ۶ باب ۹ و ۱۸ و ۷ باب ۱۱ و پیدایش ۶ باب ۴

۱۳۔اشراف خدا کے بیٹے۔پیدایش ۹ باب ۲

۱۴۔بدکار۔یسعیا۔۳۰ باب ۱۔

ان تمام مقامات مین ابن اللہ کا کلمہ یا صلحا اور نیک لوگون پر بولا گیا ہے۔ یا

اُن لوگون پر جن کے لئے سامان تربیت دنیا مین کم ہین۔ یا اشرافون اور رؤسا پر۔ یا ساری مخلوق پر اور ان تمام جگہون مین جتنی ابناء اللہ ہین وہ سب کے سب صرف مخلوق ہی ہین ان مین کوئی بھی خدائے مجسم نہین خالص ابن انسان ہین۔ یا صرف انسان[1]۔ ان مین خدا کوئی بھی نہین پس جب ان محاورات کے اگر مسیح ابن اللہ بھی صرف انسان ہی ہون۔ خدا نہون۔ تو ہمکو کونسی کلام مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم مسیح کو تو ابن اللہ بمعنے خدائے مجسم کہین اور اور لوگون پر لفظ ابن اللہ کا اطلاق صرف انسان یا ابن انسان پر یقین کرین۔ کوئی ابن اللہ کا محاورہ خدائے مجسم کے لئے یقینی نہین ثابت ہوا اور حضرت مسیح کا ابن انسان ہونا محاورات ذیل سے ثابت ہے:۔

متی ۱ باب ۱۔ یسوع ابن داؤد بن ابراہیم۔

متی ۸ باب ۲۰۔ ابن آدم۔ مسیح ہین۔

متی ۹ باب ۶۔ ابن آدم انسان ہین۔

متی ۱۶ باب ۱۳۔ مین جو ابن آدم انسان ہون کون ہون

متی ۱۱ باب ۱۹۔ انسان کا بیٹا کھاتا پیتا آیا۔

[1] ہان۔ ایوب ۱ باب ۶ اور ۲ باب ۱ کی تفسیر مین انگریزی مفسر طامس اسکاٹ نے لکھا ہے کہ بنی اللہ یعنے خدا کے بیٹے جو اس مین لکھے ہین ان سے مراد پاک فرشتے اور دوسری جگہ ایوب ۳۸ باب ۷ مین جو بنی اللہ یعنے خدا کے بیٹے لکھے ہین انسے مراد انبیا مفسرین سمجھتے ہین۔ یہ حاشیہ خاکسار نے سید گلاب شاہ کی خاطر لکھا ہے کہ انکو فصل الخطاب کے اس فقرے سے تمام انبیا خدا کے بیٹے ملایکہ خدا کے بیٹے ایوب ا باب ۶ و ۲ باب ۱ و ۳۸ باب کے حوالے سے لکھے تھے۔ تحریر ہوا۔ نورالدین ۔

اور وے کہتے ہین - دیکھو کھاؤ اور شرابی خراجگیرون اور گنہگارون کا دوست متی ۱۳ باب ۵۵ - بڑھئی کا بیٹا - ایسا ہے اور انجیل مین مسیح کا ابن انسان ہونا ثابت ہے اور عیسائی لوگ بھی مسیح کا ابن انسان ہونے سے منکر نہین - مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہین - کہ یہ ابن انسان حقیقت مین وہی خدا تھا جب اسنے جسم اختیار کیا تو وہی ابن اللہ کہلایا اس تفصیل سے اس قدر تو واضح ہو گیا - کہ مسیح پر ابن اللہ بولنے سے ابن کے حقیقی معنے مقصود نہین - کیونکہ ابن کے حقیقی معنون مین لازم آتا ہے کہ مسیح خدا کے نطفہ سے ہو - اور مریم صدیقہ خدا کی جورو ہین - الا یہ معنے بالکل صحیح نہین صاف صاف غلط ہین - نہ تو عیسائی مریم کو جورو مانتے ہین نہ مسلمان - بلکہ کوئی عقل دانا اس امر کو جائز نہین کرتا اس واسطے ابن اللہ کے حقیقی معنے اور اس کا عرفی مفہوم مراد نہ ہو گا - بلکہ اس کلمہ ابن اللہ کی کوئی اور معنے اور اسکا کوئی اور مفہوم اس عرفی اور حقیقی معنے کے ماورا ہو گا -

مرقس ۱۵ باب ۳۹ مسیح کو ابن اللہ لکھتا ہے - اور لوقا اسے آیت کے بدلے ۲۳ باب ۴۷ مسیح کو باراور نیک اور صالح لکھتا ہے - یعنی بجائے ابن اللہ بار بولتا ہے - پس ہم دعوے کرتے ہین کہ جہان مسیح نے اپنی نسبت ابن اللہ کہا وہان معنی بار لیا ہے - خدائے مجسم نہین لیا - کیا دلیل ہے جس کی باعث ہم مجبور ہو کر کہدین مسیح ابن اللہ کے لفظ سے مراد خدائے مجسم ہے - ؟

بلکہ لفظ ابن اللہ سے نیکی اور الوہیت کا کیا ذکر ہے عالم ایمان دار کے معنے لینے بھی ضروری نہین اسلئے کہ بدکار بھی خدا کے بیٹے ہین یسعیاہ ۳۰ باب ۱ -

غرض ابن اللہ کے لفظ سے یہ امر ثابت نہین ہوتا کہ مسیح خدائے مجسم تھے مزید توضیح کے لئے

لکھتا ہون - آیات ذیل پر غور کی نگاہ کرو۔
یوحنا کا پہلا خط ۳ باب ۱ دیکھو کیسی محبت باپ نے ہمسے کی ہے۔ کہ ہم خدا کے فرزند کہلاوین۔ اے پیارو ہم خدا کے فرزند ہین۔ اور ہنوز ظاہر نہین ہوا کہ ہم کیا کچھ ہونگے پر ہم جانتے ہین کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم اس کی مانند ہونگے۔
اور یوحنا ۴ باب ۷ مین کہا ہے۔ ہر ایک جو محبت رکھتا ہے سو خدا سے پیدا ہوا ہے اور۔
یوحنا کے پہلے خط ۳ باب ۹ مین ہے۔ ہر ایک جو خدا سے پیدا ہوا ہے گناہ نہین کرتا کیونکہ اس کا تخم اسمین رہتا ہے۔ اور وہ گناہ کر نہین سکتا۔ کیونکہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔ اسی سے خدا کے فرزند اور شیطان کے فرزند ظاہر ہین۔
طیطس جو عام ایمان کے رو سے میرا فرزند حقیقی ہے۔ طیطس ۱ باب ۴۔
پیدایش ۶ باب ۲ خدا کے بیٹون نے آدمیون کی بیٹیون سے جو خوب صورت تھین حسب پسند جورو ئین بنائین۔ ان آیات صدر مین غور کرو۔ کہین ابن اللہ خدائے مجسم کے معنے دیتا ہے۔ نہین نہین۔
چوتھی دلیل وہ معجزات اور کرشمے ہین جو حضرت مسیح نے دکھلائے۔ مگر معجزات اور کرشمون سے بھی الوہیت مسیح کا اثبات صحیح نہین۔ کیونکہ معجزات مسیح مین بڑا اور عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا اعجاز مُردون کا زندہ کرنا۔ الا اسمین بھی مسیح کی کوئی خصوصیت نہین جس سے اُسکی الوہیت ثابت ہو۔
الیاس نے بھی مردون کو زندہ کیا۔ ۱۔ سلاطین ۱۷ باب ۲۲
الیسع نے بھی مردہ کو زندہ کیا۔ ۲۔ سلاطین ۴ باب ۳۵
الیسع کی مردہ لاش نے بھی مردہ کو زندہ کیا۔ ۲ سلاطین ۱۳ باب ۲۱

خزقیل نے ہزارون پرانے مردون کو زندہ کیا ۔ خزقیل ۳۷ باب ۱۰
موسے اور ہارون نے لکڑی کا سانپ بنایا ۔ خروج ۷ باب ۱۰
موسے اور ہارون نے گرد وغبار کو جاندار جوئین بنایا ۔ خروج ۸ باب ۱۷ ۔
یہ سب لوگ چونکہ اسرائیلی ہین پس حسب محاورہ وتصدیق خروج ۴ باب ۲۲ استشنا ۱۴ باب ۱ و ۳۲ باب ۱۹ ۔
خدا کے بیٹے بلکہ پہلوٹھے ہین ۔ اور انہون نے مردون کو بھی زندہ کیا پس چاہیے کہ یہ لوگ بھی بدون خصوصیت مسیح مجسم خدا ہون ۔ جس حالت مین یہ لوگ ابن اللہ بمعنے خدائے مجسم نہوئے ۔ باوجودیکہ انہون نے مردون کو بھی زندہ کیا پھر مسیح علیہ السلام کیون کر خدائے مجسم مانے گئے ۔

دوسرا معجزہ ۔ بیمارون کو اچھا کرنا ۔

مگر الیسع نے نعمان سپہ سالار کو جو کوڑھی تھے اچھا کیا ۔ ۲ سلاطین ۵ باب ۱۴
یوسف نے اپنے باپ یعقوب کو آنکھیں دین ۔ پیدایش ۴۶ باب ۴ و ۳۰

تیسرا معجزہ ۔ تھوڑے سے کھانے کو اور شراب کو زیادہ کر دکھانا ۔

ایلیا نے مٹھی بھر آٹے کو اور تھوڑے تیل کو اتنا بڑھا دیا کہ وہ سال بھر تک تمام نہوا ۔ سلاطین ۱۷ باب ۱۲ سے ۱۶ ۔
الیسع نے بھی تیل کو برکت سے بڑھایا ۔
۲ سلاطین ۴ باب ۲ ۔ ۶ ۔

چوتھا معجزہ ۔ بدون کشتی دریا پار چلنا ۔

مگر یاد رہے موسیٰ نے سمندر کو ایسا لٹھ مارا ۔ کہ وہ پھٹ گیا ۔ اور ایسا وہ سیال پانی

الگ الگ کھڑا رہ گیا۔ کہ ہزارون بنی اسرائیل خشک سمندر سے پار ہو گئے۔ اور فرعون کو داخل ہوتے دبالیا۔ خروج ۱۴ باب ۲۱ و ۲۲

یوشع نے یردن کو پایاب ہی نہین کیا بلکہ سکھلادیا۔ یوشع ۳ باب ۱۴۔

ایلیا اور الیسع نے بھی دریا کو دو ٹکڑے کر دیا۔ ۲ سلاطین ۲ باب ۸ سے ۱۵ تک

بلکہ حضرت مسیح نے فرمایا مین تم سے سچ کہتا ہون۔ کہ جو مجھپر ایمان لاتا ہے۔ یہ کام جو مین کرتا ہون وہ بھی کریگا۔ اوران سے بڑے کام کرے گا۔ اور فرمایا جو ایمان لائے انکے علامات معجزات ہونگے۔

بلکہ عیسائیون مین اگر رائی برابر بھی ایمان ہو تو مسیح سے زیادہ معجزے کر سکتے ہین جب مومن ایمان کے وسیلے مسیح سے بھی بڑے بڑے کام کر سکتا ہے۔ تو حضرت مسیح ان معجزات کے باعث کیونکر مجسم خدا ہو سکتے ہین معجزات تو صرف ایمان سے بلکہ رائی کے برابر ایمان سے بھی حاصل ہو سکتے ہین۔ خدا بننے یا صاحب معجزات کو خدا ماننے کی ضرورت نہین۔

پادری صاحبان۔ حضرت مسیح نے فرمایا جھوٹھے نبی اور جھوٹھے مسیح بھی کرامتین دکھلائینگے جس حالت مین جھوٹھے نبی اور جھوٹھے مسیح کرشمے اور عجائب و غرائب معجزات دکھا سکتے ہین۔ تو حضرت مسیح ان عجائبات اور تماشون سے کیونکر یقیناً خدا ہو گئے۔

غور سے سنو۔ پادری صاحبان۔ انجیلی مذاق پر انجیل سے کوئی معجزہ مسیح سے ثابت نہین۔ کیونکہ معجزات مین پہلا معجزہ مسیح کا مردون کو زندہ کرنا ہے۔ انجیلی محاورہ مین مردہ کا زندہ ہونا اگر تامل و فکر سے دیکھا جاوے۔ تو کوئی بات مافوق العادت معلوم نہین ہوتی۔ کیونکہ

لوقا ۱۰ باب ۲۷ مین ہے خدا کو سارے دل ساری جان سارے زور سے ساری سمجھ سے

پیار کر۔ اور پڑوسی کو جیسا اپنے ساتھ تو توجئیگا۔ لوقا ۵ ا باب ۲۳۔
ایک شخص کا بیٹا باپ سے علیحدہ ہوگیا۔ اور دور چلا گیا۔ جب نادم ہوکے واپس آیا۔ باپ نے خوشی کی اور کہا یہ مر گیا تھا اب جیا ہے۔ یعنی کھو گیا تھا۔ اب ملا ہے رومی کا خط ۶ باب ۱۰ وہ جو موا سو گناہ کی نسبت ایکبار موا پھر جو جیتا ہے خدا کی نسبت جیتا ہے۔
اقرنتی ۵ ا باب ۳۱ پولوس کہتا ہے مین ہر روز مرتا ہون۔
یوحنا ۸ باب ۲۵ اور ۶ باب ۴۷ اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے تو وہ ابد تک موت ہرگز نہ دیکھیگا۔
لوقا ۴ باب ۴ انسان روٹی سے نہین خدا کی بات سے جیتا ہے۔ آیات مذکورہ الصدر سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ مردہ ہونا انجیل مین گنہگار ہونے اور الگ ہونے پر بولا جاتا ہے پس کیا ممکن نہین کہ ہم کہدین جن کو مسیح نے زندہ کیا انکو اپنی پاک تعلیم سے نیک بنایا۔ اور وہ جو الگ ہوگئے تھے۔ انکو ساتھ ملایا۔ اور ایسے استعارہ آمیز اور تخیلی زبان سب الہامی کتابون مین پائی جاتی ہین۔ دوسرا معجزہ اندہے اور کوڑھی کو اچھا کرنا۔
یوحنا ۹ باب ۳۹ وے جو نہین دیکھتے ہین اور جو دیکھتے ہین اندہے ہوجاوین۔ یہان بھی اندھا ہونا۔ اور دیکھنا کیسے حقیقی معنون مین بولا گیا ہے۔ اور اس سے روحانی بصارت اور اعمی مراد ہے۔
تیسرا کھانا بڑھانا۔ الا کھانا بھی انجیلی محاورہ مین کچھ اور ہی نظر آتا ہے۔
یوحنا ۴ باب ۳۴ یسوع نے کہا میرا کھانا یہ ہے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی بجالاؤن۔
یوحنا ۶ باب ۴۸ مسیح کہتا ہے۔ زندگی کی روٹی مین ہون تمہارے باپ دادون نے بیابان مین من کھایا اور مر گئے۔ روٹی جو آسمان سے اتری ہے وہ ہے کہ کوئی آدمی اسمی

کھاوے تو نہ مرے۔
مین ہون وہ جیتی روٹی جو آسمان سے اتری اگر کوئی شخص اس روٹی کو کھائے تو ابدتک جیتا رہے۔اور روٹی جو مین دونگا۔وہ میرا گوشت جو مین جہان کی زندگی کے لئے دونگا۔

پانی کا محاورہ بھی قابل غور ہے۔
یوحنا ۴ باب ۱۱ مسیح ایک عورت کو فرماتے ہین اگر تو مجھ سے پانی مانگے۔تو مین جیتا پانی دیتا۔
یوحنا ۷ باب ۳۸ اگر کوئی پیاسا ہو مجھ پاس آوے اور پئے جو مجھپر ایمان لاتا ہے۔اسکے بدن سے جیسے کتاب کہتی ہے جیتے پانی کی ندیان جاری ہونگی

نہر اور دریا کا محاورہ۔
یرمیاہ ۲ باب ۱۳ انھون نے مجھ جیتے پانی کو چھوڑ دیا۔
یرمیاہ ۱۷ باب ۱۳ انہون نے خدا کو جو آب حیات کا سوتا ہے ترک کیا۔

پانچوین دلیل الوہیت مسیح پر

یوحنا ۸ باب ۲۳ تم نیچے سے ہو مین اوپر سے ہون تم اس جہان کے ہو مین اس جہان کا نہین " اور اوپر سے خدا ہی ہے۔
جواب مسیح کی اس مین خصوصیت نہین۔ہر ایک نیک اور صالح تارک الدنیا اوپر سے ہے اور نیچے سے دنیا کے طالب اور اہل دنیا اور بدکار ہین۔دیکھو۔
یوحنا ۱۵ باب ۱۹ اگر تم دنیا کے ہوتے تو دنیا اپنون کو پیار کرتی۔لاکن اس لئے کہ

تم دنیا کے نہین۔
یوحنا، اباب ۱۴ اسلیئے کہ جیسے مین دنیا کا نہین وے بھی دنیا کے نہین۔

چھٹی دلیل مسیح کی الوہیت پر

مین اور باپ دونون ایک ہین۔ یوحنا ۱۰ باب ۳۰۔
حبب باپ سے متحد ہوا تو مسیح ذات مین خدا سے متحد ہوا اسلیئے ذات مین خدا ہوا
جواب مطلق وحدت عیسائیون کے نزدیک بھی صحیح نہین۔ کیونکہ باپ اور بیٹا اور روح القدس تینون الگ الگ بھی ہین۔ پھر اس وحدت مین جو یوحنا ۱۰ باب ۳ مین مذکور ہے مسیح کی کوئی خصوصیت نہین۔ کیونکہ یوحنا ۱۷ باب ۲۱ مین حواریون اور ان لوگون کے لیئے جو ان کی کلام سے مسیح پر ایمان لاوینگے مسیح خدا کے آگے عرض کرتا ہے۔ کہ وے سب ایک ہووین جیسا کہ تو اے باپ مجھ مین اور وے بھی ہم مین ایک ہون۔ اور یوحنا ۱۷ باب ۱۱ مین ہے اے قدوس باپ اپنے ہی نام سے انہین جنہین تو نے مجھے بخشا حفاظت سے رکھ تاکہ وے ہماری طرح ایک ہو جاوین۔ اور یوحنا کے پہلے خط ۱ باب ۵ خدا نور ہے۔ اور اس مین تاریکی نہین۔ اگر ہم کہین کہ اسکے ساتھ شراکت رکھتے ہین اور تاریکی مین چلتے ہین۔ تو جھوٹھ بولتے ہین۔ اور سچ پر عمل نہین کرتے۔
پر ہم اگر نور مین چلین جس طرح وہ نور مین ہے تو ہم ایک دوسرے کے ساتھ شراکت رکھتے ہین +
اور **انجیل یوحنا** ۱۰ باب ۳۴ یسوع نے انہین جواب دیا کیا تمہاری شریعت

مین یہ نہین لکھا ہے۔ کہ مینے کہا تم خدا ہو جبکہ اسنے نہین جنکے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور ممکن نہین۔ کہ کتاب باطل ہو تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا۔ اور جہان مین بھیجا۔ کہتے ہو کہ کفر بکتا ہے۔ کہ مینے کہا کہ مین خدا کا بیٹا ہون۔ اگر مین باپکے کام نہین کرتا تو مجھپر ایمان مت لاؤ۔ اور یوحنا ۱۲ باب ۴۴ مین یسوع نے پکار کے کہا وہ مجھپر ایمان لاتا ہے مجھپر نہین۔ بلکہ اس پر جس نے مجھے بھیجا۔ ایمان لاتا ہے۔

ان تمام آیات مین غور کرو جس وحدت اور اتحاد کے باعث عیسائیون نے مسیح کو خدا لکھا ہے ایسے وحدت مسیح کے سوا اور ایماندارون مین بھی موجود ہے۔ گو مسیح بہ نسبت عام عیسائیون اور حواریون کے یہ اتحاد اعلیٰ درجہ کا ہو حاصل یہ ہے۔ کہ یہ وحدت اور یکتائی صرف فرمانبرداری کی وجہ سے ہے۔ نہ حقیقی اتحاد سے خود پولوس رسول کی کلام سے یہ بات ظاہر ہے **اقرنتی** ۶ باب ۱۵ کیا تم نہین جانتے کہ تمہارے بدن مسیح کے اعضا ہین۔ پس کیا مین مسیح کے اعضا لیکر کسی کے اعضا بناؤن۔ ایسا نہو ے۔ کیا تم کو خبر نہین کہ جو کوئی کسی سے صحبت کرتا ہے۔ سو اُسّے ایک تن ہوا کیونکہ وہ کہتا ہے کہ ایسے دونون ایک تن ہونگے پر وہ جو خداوند سے ملا ہوا ہے سو اس کے ساتھ ایک روح ہوا ہے۔

ساتوین دلیل مسیح کی الوہیت پر۔

یوحنا ۱۴ باب ۹ جسنے مجھے دیکھا اسنے باپ کو دیکھا کیونکہ مین باپ مین ہون اور باپ مجھ مین۔

جواب پادری صاحبان! اس مین بھی حضرت مسیح کی خصوصیت نہین کیونکہ آیت ۱۴ باب ۲۰ مین ہے۔ اس روز تم جانو گے۔ کہ مین باپ مین اور تم مجھ مین۔ اور مین تم مین

آیت میں سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ جیسے مسیح عیسائیون مین اور عیسائی مسیح مین ہین ایسے ہی مسیح خدا مین اور خدا مسیح مین تھا۔ علاوہ برین جن آیات سے عیسائیون نے استدلال کیا ہے۔ انسے بظاہر ظرف کا مظروف ہونا۔ اور اسی مظروف کا اسی ظرف کے لئے ظرف ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور عیسائی مذہب کے عقائد پر مسیح بن خدا اور جسم کے درمیان ظرف اور مظروف والی نسبت یا حلول والے علاقہ نہین۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ مسیح دنیا مین جسم کے لحاظ سے دیکھا گیا۔ نہ روح کے لحاظ سے اور جسم کے اعتبار سے خدا دنیا مین یا آخرت مین نہین دیکھا جاتا۔ پس مسیح کا یہ فرمانا کہ جس نے مجھے دیکھا اپنے باپ کو دیکھا اپنے ظاہری معنون سے صحیح نہ ہوگا۔

چوتھا جواب **یوحنا** ۱ باب ۱۴ مین لکھا ہے۔ جو شخص ایمان لاوے۔ وہ بھی مسیح اور خداوند مین ایک ہے پس چاہئے کہ مطابق اسکے ہر ایک عیسائی مسیح کی طرح خدائے مجسم ہو۔

پانچوان جواب ۲ **قرنتی** ۶ باب ۱۶ کہ تم زندہ خدا کی ہیکل ہو چنانچہ خدا نے کہا کہ مَین اُن مین رہونگا۔ اور اُن مین چلونگا۔ پادری صاحبان غور کرو۔ پولوس کے سارے مخاطب خدا کے ہیکل ہین۔ اور خدا ان مین ہے پس چاہیے وہ سارے خدائے مجسم ہون

پادری صاحبان! بات یہ ہے۔ جو شخص کسی اپنے سے اعلےٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے مثلاً کسی کا نوکر یا ایلچی یا شاگرد یا چیلا یا رشتہ دار یا دوست ہوتا ہے۔ تو اس نوکر ایلچی شاگرد چیلا رشتہ دار دوست کی تعظیم یا تحقیر یا محبت اسکے آقا یا استاد یا معزز رشتہ دار یا دوست کی طرف منسوب ہوگی۔ اور یہی انجیلی محاورہ بھی ہے دیکھو متی ۱۰ باب ۴۰ جو کوئی تم کو قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے۔ اور جو کوئی مجھے

قبول کرتا ہے وہ اُسے قبول کرتا ہے۔ جسنے مجھے بھیجا اور لوقا ۹ باب ۴۸ مین ہے جو کوئی اس لڑکی کو میرے نام پر قبول کرتا ہے۔ وہ مجھے قبول کرتا ہے۔ اور جو مجھے قبول کرتا ہے۔ اسے قبول کرتا ہے۔ جسنے مجھے بھیجا۔

اور **لوقا** ۱۰ باب ۱۶ جو تمہاری سنتا ہے میری سنتا ہے اور جو کوئی تمکو رذیل جانتا ہے۔ مجھے رذیل جانتا ہے۔ اور جو کوئی مجھے رذیل جانتا ہے۔ رذیل جانتا ہے۔ اُسے جس نے مجھے بھیجا۔

متی ۲۵ باب ۳۵ مین بھوکھا تھا۔ تمنے مجھے کھانا کھلایا۔ مین پیاسا تھا۔ تمنے مجھے پانی پلایا۔ مین پردیسی تھا تمنے مجھے گھر مین اُتارا مین ننگا تھا۔ تمنے مجھے کپڑا پہنایا مین بیمار تھا تمنے میری عیادت کی مین قید تھا تم میرے پاس آئے۔

یوحنا کا پہلا خط ۳ باب ۲۴ آیت نے صاف صاف ایسے شبہ انداز آیتون کو خوب حل کیا۔ اور مسیح کو خدا کہنے یا سمجھنے والون کی اصلاح کی جہان کیا۔ جو اسکے حکمون پر عمل کرتا ہے۔ یہ اسمین اور وہ اسمین رہتا ہے۔ اور اسے جو اسنے ہمین دیا ہے۔ ہم جانتے ہین کہ وہ ہم مین رہتا ہے۔

اور یوحنا کا پہلا خط ۴ باب ۱۳ مین ہے ہم اس مین بستے ہین اور وہ ہم مین۔

آٹھوین دلیل مسیح کی الوہیت پر اُنکا بے باپ ہونا

یہ دلیل نہایت کمزور ہے۔ اور ہرگز مدعا کے مثبت نہین۔ کیونکہ آدم حسب نسب نامہ **لوقا** خدا کے بیٹے ہین۔ اور وہ جسمانی باپ نہین رکھتے تھے۔ اور حوّا بھی بقول عام یہود اور عیسائیون کے بے مان اور بے باپ پیدا ہوئے گو ہڈی اور گوشت کا محاورہ حسب

کتب مقدسہ جیساکہ پیدایش ۲۹ باب ۱۴ مین ہے کہ لابن نے یعقوب کو کہا۔ تو میری ہڈی اور گوشت ہے اور دیکھو۔ پیدایش ۲ باب ۲۳۔

قاضی ۹ باب ۲

۲ سموئیل

اور ملک صدق حسب نامہ عبرانیان ۷ باب ۳ بے باپ اور ماں کے پیدا ہوئے۔ اگر مسیح بے باپ پیدا ہونے سے خدائے مجسم ٹھیرتے ہین۔ تو لازم ہے۔ کہ آدم اور حوّا اور ملک صدق کی سب خدائے مجسم ہون۔

خاکسار نے دیکھا ہے کہ

بعض نہایت نادان عیسائیون نے یہان تک غلو اور غلطی کھائی ہے کہ اُس قرآن مجید سے جس کی صدہا آیتون مین حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کے خدا ہونے کا انکار کیا گیا ہے ہائے افسوس اُسی قرآن مجید سے حضرت مسیح علیہ السلام کے ابن اللہ اور خدا ہونے کو ثابت کرنے بیٹھے ہین۔

قرآن مجید کی اُن آیات مین سے جن مین حضرت مسیح علیہ السلام کے خدا ہونے کا ابطال انکار کیا گیا ہے۔ یہ تین آیتین سُن رکھو۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ

ہان ان عجیب و غریب دماغ والے عیسائیون نے قرآن کریم کے آیات ذیل سے حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت پر استدلال کیا ہے۔

پہلی آیت

ومریم بنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا

سورہ تحریم آیتہ نمبر ۱۲

دوسری آیت

انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ

س نساء اللہ نمبر ۱۷۱ رکوع ۲۲ سیپارہ

عیسائیون کا ثبوت ان آیات مین حسب تسلیم اہل اسلام کے اللہ تعالی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو۔ اپنا روح فرمایا ہے اور اللہ تعالی کا روح اللہ تعالی سے کم نہین بلکہ عین خدا ہے۔

الجواب

عیسائیو! اگر ایسے دلائل سے کام چلانا ہے تو پھر یون کہو کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی خدا ہین (معاذ اللہ) کیونکہ قرآن مجید نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی نسبت بھی اسی طرح روحنا کا کلمہ بولا ہے جس طرح سوال کی پہلی آیت مین حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی نسبت روحنا فرمایا غور کرو اس آیت[1] [2] ہماری روح

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

س ۱۶ مریم رکوع ۲

---

[1] پس بنالیا مریم نے اپنے اور لوگون کے درمیان ایک پردہ تو بھیجدیا ہمنے (اللہ فرماتا ہے) اسکی طرف اپنے روح[2]

تو تب بنگیا وہ روح ہمارا مریم کے سامنے پورے آدمی کی شکل پر

اگر اسمین کسی کو وہم پڑے کہ یہان بھی حضرت مسیح مراد ہین تو اسکے ساتھ کی اور دو آیتین پڑہ لے

قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا

س ۱۶ س مریم رکوع ۲

بلکہ چاہیے

کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے سانس بھی خدا کی نسبت خدا نے سوحی فرمایا ہے خدا

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ

س ۱۴ س حجر رکوع ۴

بلکہ سب آدمیون کے ارواح خدا ہون

کیونکہ قرآن مجید مین نسل آدم کی نسبت آیا ہے کہ ان کی روح خدا کی روح ہے

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ

س س رکوع

تب کہا مریم نے مین الرحمن کی حمایت چاہتی ہون تیرے مقابلہ مین اگر تو خدا کا خوف کرنے والا ہو کہا (اُسے خدا کی روح جبرئیل نے) مین تو صرف تیرے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہون اور اسلئے آیا ہون کہ تجھے ایک اچھا بچہ دیجاؤن (اسکی بشارت سے مراد ہے)

پس جب مین اُسے (آدم کو) ٹھیک درست کر دون اور اس مین اپنی روح (سانس) پھونک دون تو اس کے لئے گر پڑو سجدہ کرتے۔

پھر بنائی اولاد آدم کی ایسے خلاصہ سے جو سیال اور مزورہی پھر ٹھیک درست کیا اور پھونک دی اسمین ایک ہوا جو اسکی طرف سے آئی

اصل بات یہ ہے۔ کہ جب کوئی کلام کسی شخص کے موئنہ سے کسی کو سنانے کے واسطے نکلتا ہے۔ تو اس وقت ایک شخص اس کلام کا سنانے والا ہوا کرتا ہے اور دوسرا اُس کلام کا سننے والا۔ بولنے والا اپنے کلام کے ایک معنے رکھتا ہے۔ اور اُس کلام مین اسکی ایک معہود غرض ہے۔ وہ اسی معنی اور غرض کیواسطے اُس کلام کو بولتا ہے۔ مگر سننے والا غالباً اُس کلام کے معنے اور مطلب کو ایسے مذاق و اعتقاد پر ڈالا کرتا ہے جو معنے متکلم کے مذاق اور مشن کے مناسب نہین ہوا کرتے۔ اسیواسطے بولنے والیکو اپنے کلام کے معنے بتانے پڑتے ہین یا لائق اور منصف سننے والون کو اس متکلم کا مشن او طرز ملحوظ رکھکر متکلم کے کلام کے معنے کرنا چاہئے۔ مثلاً جب سیدنا نبی عرب صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا لفظ لا الہ الا اللہ یا بسم اللہ مین بولا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہی جس کے الہام سے آپ نے یہ کلمہ توحید کا لوگون کو سنایا پھر آپ کو اپنے پاک الہام سے آگاہ فرمایا کہ تیرے مخاطب سے عیسائی ہین جو مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے ہین۔ یا عرب کے مشرک جو فرشتون کو اللہ تعالےٰ کی بیٹیان کہتے ہین۔ اللہ کے لفظ سے یقیناً وہ ایسا اللہ سمجھینگے جو کہ باپ ہو بیٹا ہو بیٹیان رکھتا ہو۔

یا تیرے مخاطب مجوسی ہونگے جن کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ **خداوند یزدان کا ایک دوسرا جوڑی بھی ہے جو کہ شر کا خالق ہے** اور جسے من کہتے ہین اور یزدان ایسا ہے جس کے ماتحت ہزارون رب النوع آسمانی روشن ستارے کام کرتے ہین تو کہدے کہ میری مراد اللہ کے لفظ سے وہ چیز نہین جسے تم اللہ کہتے ہو بلکہ اور چیز ہے۔ جیسے فرمایا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ

لہٗ کُفُوًا اَحَدٌ سورۃ اخلاص

ناظرین ایسا ہی روح کا لفظ تھا اس لفظ کو جب عیسائیون نے سنا تو لگے اپنے مذاق و اعتقاد پر اسکے معنے بنانے۔ مگر انکو مناسب تہا کہ قرآن کے مذاق اور رشن کو دیکھتے اور اسی کے مطابق و مذاق پر قرآن مین روح کے معنے کرتے۔ اگر ان سے اتنا نہو سکا تو کم سے کم وہ اتنا تو کرتے کہ عربی زبان کے مطابق قرآنی لفظ روح کے معنے لیتے۔ کیونکہ قران کریم عربی مین نازل ہوا پس ہم انکو بتاتے ہین کہ قرآنی لفظ روح قران مین کن کن معنون پر بولا گیا ہے اور پھر بتادینگے کہ عربی زبان مین اس لفظ کے اور کیا معنے ہین۔ اس بیان سے بہتون کو حیرت ہوگی کہ وہ رُح کی تحقیق مین گویا کیسے کیسے غلطی مین پڑے ہین اور بات کیسی صاف ہے۔

سنو!

اول۔ روح کا لفظ کلام الٰہی پر بولا گیا ہے اور اسیواسطے قرآن مجید کو روح کہا ہے۔

ثبوت

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ[ٓ] س ۲۵ س شوریٰ رکوع ۵

[ا] اومخاطب! تو کہدے اصل بات تو یہ ہے کہ خود بخود موجود جس کا نام اللہ ہے پوجنے کے لائق فرمانبرداری کا مستحق وہ ایک ہے اپنی ذات مین یکتا صفات مین بے ہمتا ترکیب و تعدد سے پاک وہ اصل مطلب مقصود بالذات ہر وکے قابل ہر کمال مین بڑھا ہوا جسکے اندر نہ کچھ جاوے کہ کھانے پینے کا محتاج بنے نہ اسکے اندر سے کچھ نکلے کہ کسی کا باپ بنے پھر نہ وہ کسی کا باپ اور نہ بیٹا اسکے وجود مین اسکے بقا مین اسکی صفات مین اسکی ذات مین کوئی اسکا ہمتا اسکا جوڑی نہین۔

[ٓ] اور اسیطرح وحی کی ہمنے تیریطرح ایک روح (قرآن) اپنے حکم سے۔ تجھے کیا خبر تھی کہ کتاب اور ایمان کیا ہوتا ہے۔

(۲) يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۔

سورہ نحل رکوع نمبر ۱ سیپارہ نمبر ۱۴۔

(۳) يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۔

سورہ بنی اسرائیل رکوع نمبر ۱۰ سیپارہ نمبر ۱۵

دوسرا محاورہ روح جبرئیل کو کہا ہے کیونکہ وہ کلام الٰہی کے لانے والے ہین جیسے فرمایا

(۱) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۔

سورۂ شعرا رکوع نمبر ۱۱ سیپارہ نمبر ۱۹

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

ل‍ہ اتارتا ہے فرشتے روح (کلام الٰہی) کے ساتھ اپنے حکم سے اس پر جس پر اپنے بندون سے چاہتا ہے اور اس کلام مین حکم دیتا ہے ۔کہ ان مشرکونکو سنا دو کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی نہین جو کاملہ صفات سے موصوف اور برائیون سے منزہ ہو اور فرمانبرداری کا مستحق پس اسکے فرمانبردار بنے رہو

ل‍ہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہین کہ قرآن کیا چیز ہے تو کہدے قرآن روح ہے تیرے رب کیطرف سے اور تم لوگ تو کم علم ہو (کہ ایسی صریح بات نہین سمجھتے)

ل‍ہ روح لامین (جبرائیل) اس قرآنکو تیرے لیکر لایا ہے تو کہ تو نافرمانونکو انکی نافرمانی پر ڈرانیوالا ہو۔

ل‍ہ پس بنا لیا مریم نے اپنے اور لوگونکے درمیان ایک پردہ تو بھیجدیا ہمنے (اللہ فرماتا ہے) انکی طرف اپنا روح تب

قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا ۔ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا +

سورہ مریم رکوع نمبر ۲ سیپارہ نمبر ۱۶

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ

سورہ نحل رکوع نمبر ۱۴ سیپارہ نمبر ۱۴۔

حضرت مسیح علیہ السلام چونکہ کلام الہٰی کے لانے والے اور کلام الہٰی بندون کو سمجھانے والے تھے انکو بھی روح فرمایا جیسے فرمایا

وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ

انسانی سانس کو بھی قرآن کریم نے روح فرمایا ہے۔ جیسے کہا۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ

بنگیا وہ روح ہمارا مریم کے سامنے پورے آدمی کی شکل پر

ے تب مریم نے کہا مین الرحمٰن سے تیرے مقابلے مین حمایت چاہتی ہون اگر تو ہو خدا کا خوف کرنیوالا والے خدا کی روح جبرائیل فرشتہ نے کہا مین تو صرف تیرے رب کا بھیجا ہوا ہون اور اسلئے آیا کہ تجھے ایک اچھا بچہ دیجاؤن (یہ فرشتہ بشارت دینے کو آیا تھا)

ے تو کہدے (اس قرآن کو) روح القدس (جبرائیل) تیرے رب کیطرف سے آہستہ آہستہ لایا ہے اور یہ قرآن کامل راستبازی کے ساتھ ہے۔

اور مسیح الٰہی کلمہ ہے (اس پاک کلام الہٰی اور بشارت خداوندی کا ظہور ہے جو جبرائیل لائے تھے) جو پہنچا مریم کیطرف اور اسی کی طرف سے وہ روح ہے۔

اور فرمایا۔ سورہ سجدہ۔ رکوع نمبر۱

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سَاجِدِيْنَ +

عرب کی اصل زبان مین بھی اسی نفس اور سانس کو روح کہا گیا ہے

دیکھو **ذوالرمہ** عرب کے قدیم شاعر کا قول ہے

فَقُلْتُ لَهٗ ارْفَعْهَا اِلَيْكَ وَاَحْيِهَا

بِرُوْحِكَ واجعله لها اَقِيْتَةً قِدرًا

تاج العروس شرح قاموس اللغہ مین یہ شعر **ذوالرمہ** کا موجود ہے۔

دیکھو روح اور اسی روح کے معنے **کلام الہی** وغیرہ وغیرہ لکھکر

کہا ہے۔ سمعت ابا الهيثم يقول الروح اِنّمَا هو النفس الذی یتنفسه الانسان وهو جار

فی جمیع الجسد فاذا خرج لا یتنفس بعد خروجه فاذا تم خروجه بقی بصره شاخصا نحوه حتے یغمض

لہ پھر بنائی اولاد آدم کی ایک ایسے خلاصہ سے جو سیال اور کمزور ہے پھر ٹھیک درست کیا اسکو اور پھونک دی اسمین ایک ہوا جو اللہ کیطرف سے آئی۔

ئلہ پس جب ٹھیک درست کردون مین اسکو اور پھونک دون اسمین اپنی روح تو اسکے لئے گر پڑو سجدہ کرتے۔

ئلہ پس مینے اسے کہدیا اپنے ساتھ والے کو کہا) اس آگ کو اپنے منھ کیطرف اٹھالے۔ اور اسے روشن و زندہ کر اپنی پھونک سے اور اپنی پھونک کو اس آگ کے واسطے لکڑیان بنا ہانڈی کی خاطر

ئلہ مینے ابوالہثم سے سنا فرماتے تھے روح تو آدمی کی سانس ہی ہے۔ اور وہ تمام بدن مین چلتی ہے۔ اور جب نکلجاوے تو آدمی سانس نہین لے سکتا اور جب پوری نکلجاوے تو آنکھین اسیطرف کھلی رہجاتی ہین جب تک بند کیجاوین اسکو فارسی زبان مین جہان کہتے ہین۔ مذکر کا لفظ ہے (اور مونث بھی بولا جاتا ہے)

وھو بالفارسیۃ جان بذکر (و یونث) انتہی

غالباً الروح عام جاندار کو اسی واسطے کہا ہے جہان کہا ہے لَا یَتَّخِذُ الرُّوحُ عرضاً[1] بلکہ مقدسہ کتب مین بھی روح وسیع معنے رکھتا ہے ہان الٰہی روح مقدسہ کتب مین وسیع معنے رکھتا ہے۔ چند ایسے معنے سنو جو اس مقام کے مناسب ہین۔

اس ہوا کے معنے۔ جو پانی پر چلتی ہے۔

"زمین ویران اور سنسان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا اور خدا کی روح پانیون پر جنبش کرتی تھی" پیدایش ۱ باب ۲

اس سانس کے معنے جسسے آدمی زندہ ہوتا ہے۔

"جب مین تمہاری قبرونکو کھولونگا اور تمکو تمہاری قبرونسے نکالونگا تب تم جانوگے کہ خداوند مین ہون"

جب مین اپنے **روح** تم مین پھونکونگا اور تم جیوگے۔

حزقیل ۳۷ باب ۱۴۔

کلام الٰہی کے معنے۔

خداوند کی روح اس دن سے ہمیشہ داؤد پر اترتی رہی۔

۱ سموئیل ۱۶ باب ۱۳۔

بلکہ بری روحونکو بھی خدا کی روح کہا ہے۔ جیسے لکھا ہے پر خداوند کی روح ساؤل پر سے چلی گئی اور خداوند کیطرف سے ایک بری روح اسے ستانے لگی

۱ سموئیل ۱۶ باب ۱۴

[1] بعض احادیث مین آیا ہے۔ جاندار چیز کو نشانہ مت بنایا کرو

رہی یہ بات کہ اللہ تعالےٰ نے یا یون کہئے کہ قرآن نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی روح فرمایا۔ سو جیسے بیان ہو چکا اتنے امر سے حضرت مسیح کا خدا ہونا ثابت نہین ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اور قرآن مجید نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اور انسانی سانس کو بھی اپنی روح فرمایا ہے۔

بات یہ ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالےٰ کی ہی مخلوق ہے چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام اسکے خاص بندے اور اسکے کلام کے پہونچانیوالے تھے اسواسطے انکو اپنی روح فرمایا۔ ایسی اضافتین ہر زبانین عزت کے لئے ہوا کرتی ہین جیسے حضرت صالح ؑ کی اونٹنی کو قرآن کریم ناقۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی فرماتا ہے اور اچھے بندونکو۔ عباد اللہ یعنے اپنے بندے فرماتا ہے

مسیح علیہ السلام کی الوہیت پر جسقدر دلائل مینے سنے ہین ان سب سے تعجب انگیز دلیل ہے۔ جو قرآنی لفظ کلمتہ سے عیسائیون نے ماخذ کی ہے عیسائی کہتے ہین جب حضرت مسیح علیہ السلام خدا کا کلمہ ہوئے تو خدا ہی ہوئے ×

الجواب

اگر قرآنی محاورہ سے کسی چیز کا کلمۃ اللہ ہونا اس چیز کے خدا ہونے کی دلیل ہے تو تمام کلمات الہیہ کو چاہئے کہ خدا ہون مثلاً قرآن مجید مین وارد ہے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ +

اب اس کی تفسیر سنئے کہ وہ کلمہ کیسا ہے۔

لے اور ضرور پہلے ہو چکی بات ہماری۔ ہمارے رسول بندونکی نسبت

إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ - وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ

اور فرمایا [۲]

وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ - وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

سیپارہ ۲۳ رکوع ۹

اور فرمایا [۴]

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا

کتب عہد عتیق وجدید مین بھی **کلمتہ اللہ** کے معنے کلام خدا اور حکم خدا آئے ہین سنو!

---

[۱] بے ریب وہی (اللہ کے رسول) ضرور اللہ تعالی کے یہانسے مدد دی گئے ہین اور بے ریب ہمارا ہی لشکر (رسول اور انکے سچے اتباع) ضرور وہی غالب ہین -

[۲] اور وہ جنکو دی ہمنے کتاب وہ جانتے ہین بے شک یہ قرآن تیرے رب کیطرف سے اتارا گیا - کامل صداقت اور حکمت کے ساتھ پس نہو گا تو اے مخاطب یہ نہو جیو تو اے مخاطب متردد -

[۳] اور پورا ہے کلام تیرے رب کا سچائی اور انصاف مین - کوئی بھی نہین جو اسکے کلامونکو بدلا دے اور وہ سنتا جانتا ہے -

[۴] اور زیر کر دیا اللہ تعالی نے کافرونکی بات کو اور زبردست اور اونچی ہین اللہ کی باتین -

(۱) لِكَلِمَةِ الرَّبِّ تَثْبُتُ السَّمٰوٰاتُ وَبِرُوحِ فِيهِ جَمِيعُ جُنُودِهَا

زبور ۳۳-۶-

فَلَمَّا كَانَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ حَلَّتْ كَلِمَةُ اللّٰهِ عَلٰى نَاثَانَ النَّبِيِّ

اخبار الایام کی پہلی کتاب ۱۷ باب ۳

حَلَّتْ كَلِمَةُ الرَّبِّ عَلٰى يُوحَنَّا بْنِ زَكَرِيَّا فِي الْبَرِّيَّةِ

لوقا ۳ باب ۲

اسی طرح کے بہت محاورات کتب سابقہ مین موجود ہین اگر کوئی چیز کلمۃ اللہ ہونے سے عین اللہ ہو سکتی ہے۔ تو تمام وہ نامہ جلے جو انبیا علیہم السلام اور انکے پاک اتباع کو مکالمہ الہیہ۔ اور مخاطبہ ربانیہ سے پہونچے چاہئے کہ وہ سب خدا ہون اعاذنا اللہ

اصل یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت آپکی والدہ صدیقہ مریم علیہا السلام کو آپکے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالے نے بشارت کا کلمہ اور آپکے پیدا ہونے کی خبر دی تھی یا اسلئے کہ آپ خاص حکم الہی سے صدیقہ مریم کو عطا ہوئے۔ آپکو کلمہ فرمایا اب ہم اس گفتگو کو ایک قرآنی رکوع کے بیان پر ختم کرتے ہین۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى - اِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

---

۱ خداوند کے کلام سے آسمان بنے اور انکے سارے لشکر اسکے منھ کے دم سے زبور ۳۳-۶-

۲ درہمان شب چنان اتفاق افتاد۔ کہ کلام خداوند بہ ناثان نبی رسید-

۳ خدا کا کلام بیابان مین یحییٰ کے بیٹے زکریا کو پہونچا ترجمہ سنہ ۱۸۴۴

۴ جب کہا اللہ نے او عیسے! بے شک مین تجھے پورا اجر دینے والا یا رنے والا ہون اور اپنے طرف بلند کرنے والا

وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝
فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نّٰصِرِينَ ۝
وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ ۝
ذٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

اوران منکرونمین سے پاک وصاف کرنیوالاہون - اور کرنے والا ہونگا تیرے اتباع کو تیرے منکرون کے قیامت تک پھر اول اتباع کا دعوے کرنے والو! تم سب کا مقدمہ میرے پیش ہوگا اور مین حکم کرونگا اور تمہارے درمیان فیصلہ کردونگا اس مسئلہ مین جسمین تمکو باہم اختلاف ہے - تفسیر - مسیح علیہ السلام کے اتباع کے مدعی یا اہل اسلام ہین یا عیسائی - اور آپکے منکرون مین اول درجہ کے منکر یہود ہین جن کا اصلی ملک کنعان ہے اور جنکا کعبہ یروشلم - دوم درجہ پر آپکے منکر مجوسی اور تیسرے درجہ پر مجوس الہند - اعلےٰ اتباع اعلےٰ منکرونپر حکمران اور ادنےٰ درجہ کے اتباع ادنےٰ منکرونپر حکمران ہورہے ہین -

لاکن تیرے منکرونکو تو سخت عذاب دونگا دنیا اور آخرت مین اور کوئی سلطنت انکی حامی نہوگی بلکہ انکا کوئی حامی نہوگا -

اور مومن اور جنہون نے اچھے عمل کیئے پس انکو پورا اجر ملیگا اور اللہ ظالمونکو پسند نہین کرتا

یہ + پڑھتے ہین تجھپر تیری نبوت کے نشانون سے اور تذکرہ ہے حکمت والا اب اللہ وہ فیصلہ دیتا ہے جسکا اتباع کے باہم اختلاف مین وعدہ فرمایا تھا عیسےٰ آدمی کیطرح ہے آدمی کو اللہ تعالےٰ نے مٹی سے پیدا کیا پھر اسکو دوسرے تیسرے تولد نئی زندگی نبوۃ کیواسطے منتخب فرمایا اور وہ ایسے ہی ہوگئے -

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا
جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا
وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝
قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا
نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا
بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

یہ ٹھیک دلیل یا بات ہے تیرے رب کیطرف سے (کہ حضرت مسیح مین بشریت سے بڑھکر کوئی بات نہ تھی معجزے عجائبات عمدہ تعلیم یہ باتمین انبیا مین ہوا کرتی ہین حالانکہ وہ بشر ہوا کرتے ہین) پھر کبھی نہ ہوگا تو اور مخاطب یا کبھی نہ رہیو شک کرنے والا ۔

اور اگر کوئی نادان اس دلیل کے بعد پھر بھی حجتین کرے تو ایسے احمقون سے یون مقابلہ چاہیے کہ انسے مباہلہ کرلو اور کہو آؤ بلاوین اولادین اپنی اور تمہاری اور عورتین تمہاری اور اپنی ۔ اور اپنے آدمی اور تمہارے پھر عاجزی سے دعا مانگین کہ الہی لعنت ہو جھوٹون پر بے ریب صاف اور عمدہ ٹھیک بیان ہے ۔ اور اللہ کے سوا کوئی بھی فرمانبرداری کا مستحق نہین اور اللہ وہی غالب ہے حکمتون والا پھر اگر اسپر پیٹھ دین تو جان لو اللہ ان مفسدونکو خوب جانتا ہے تو کہدے او کتاب والو آؤ ایسی بات کیطرف کہ ہمارے اور تمہارے درمیان ایک ہی ہے ۔ کہ اللہ تعالی کے سوا کسیکے فرمانبردار نہ بنئے اور شریک کرین اسکے ساتھ کسی چیز کو ۔

اور نہ بنائے بعض ہمارا بعض کو رب آئندہ اسیطرح انکی فرمانبرداری اپنے ذمہ واجب جانے ۔ اگر اس مسلم الطرفین بات کو بھی نہ مانو ۔ تو کہدو گواہ رہو ہم تو اللہ کے فرمانبردار ہین مسلمان ہین

ایک ضروری اور عجیب یادداشت

عام اور مسلم قاعدہ ہے کہ جسقدر کسی اثر کے قبول کرنے والی چیز کو کسی طاقت ور اور اثر کرنے والی چیز سے تعلق واتحاد ہوجاتا ہے۔ اسیقدر متاثر اور اثر کے لینے والی چیز موثر اور اثر کرنے والی چیز کے الوان اوصاف سے متلون اور موصوف ہو جاتی ہے کون نہین جانتا کہ لوہا جب تیز آگ مین ڈالا جاتا ہے تو آگ کے آثار اور اوصاف سے متاثر نہین ہو جاتا مجھے تو یقین ہے کہ اگر لوہے کو اسوقت گویائی کی طاقت عطا ہو جاوے تو کہدے۔

انا النار (مین بھی آگ ہون)

یا کسی منصف اور عادل حاکم کا دیانت دار اور اپنی نوکری مین چست و چالاک نوکر گورنر کے وقت اپنی گورنمنٹ کا ظلی طور کا نمونہ نہین ہوتا۔ مجھے تو یقین ہے کہ ایسے ماتحت کی حکم عدولی داس بغاوت۔ اسکی گورنمنٹ کی حکم عدولی ہے۔

ایسا ہی

اللہ تعالےٰ کی مقدس اور ہمہ طاقت جناب مین اگر کسی انسان کو تعلق اور اللہ تعالیٰ کی پاک جناب مین کسی سعادتمند کو اپنی قوت ایمان اور صالحہ اعمال کے باعث میل جول ہو جاتا ہے۔ تو اسکو بقدر ایمان اور اعمال صالحہ کے عنایات ربانیہ سے ایسا فیض

اور انعام حاصل ہوتا ہے کہ وہ شخص مظہر انوار اور برکات اللہ بنجاتا ہے۔

حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی گرامی ذات کو حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ کی معلےٰ بارگاہ سے ایسا تقرب اور تعلق ہوتا ہے۔ کہ وہ اگر کسی سے محبت کرتے ہین تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے باعث اور کسی سے ناراض ہوتے ہین تو صرف اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے باعث انکی کمان الہٰی کمان سے وہ اتحاد رکھتی ہے کہ دونون کمانون کے دو قاب بجاے دو کے ایک ہی نظر آتے ہین۔ اور چونکہ عنایات ربانیہ کا مظہر ہونا کامل عبودیت اعلےٰ درجہ کے عجز و انکسار۔ اور اپنا اخلاص کے ساتھ استقامت و استقلال کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ اور حضرات انبیا کرام۔ اور انکی جانشینان پاک اولیاء عظام کو صلوات اللہ وسلام علیہم الی یوم القیام جو عبودیت و اخلاص اور استقامت وغیرہ وغیرہ مین عامہ خلائق سے ممتاز اور کافہ انام سے بڑھکر خصوصیت رکھتے ہین۔

اسیواسطے خاص خاص عنایات ایزدی کے مورد بنتے ہین کہ انکی نسبت یہ کلمات سنائے جاتے ہین۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ

بے ریب وہ لوگ جو تجھ سے فرمانبرداری اور تیرے اتباع کا معاہدہ کرتے وہ اللہ تعالےٰ سے معاہدہ کرتے ہین۔

اور اپنے بقدر انکے عبودیت کے اس مکالمہ الہٰیہ اور مخاطبت ربانیہ کا نزول ہوتا ہے جسے الہامی الہامات ہین روح القدس اور ہولی گھوسٹ کہتے ہین۔ جیسے قرآن کریم مین آیا ہے۔

وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا

بھی توحید نے التثلیث اور تثلیث فے التوحید تھری ون اور ون تھری کا مضمون تھا جسکو عیسائی نہ سمجھ کر شرک مین گرفتار ہو گئے اور نہ سمجھا کہ اللہ تعالے جب اپنے پاک اشخاص انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی ہدایت کیواسطے مبعوث فرماتا ہے تو جو کچھ وہ فرماتے ہین وہ اللہ تعالیٰ کا فرمانا ہوا کرتا ہے۔

انکا اور انکے کلام کا اتباع عین اللہ تعالیٰ کی اتباع ہوا کرتا ہے۔ انکا اور انکے کلام کا ماننا عین اللہ تعالے کا ماننا ہوتا ہے گویا وہ اور اللہ تعالے اور کلام بھی تین ہین مگر ایک ہین۔ اور جب کبھی انکے اتباع سے کوئی سعادت مند بقدر طاقت۔ اللہ تعالیٰ کی جناب مین پوری عبودیت کے ساتھ استقامت اور خلاص سے نزول روح القدس کی لیاقت پیدا کرتا ہے۔ تو الوہیت کاملہ اس بندے کی عبودیت پر روح القدس کا فیضان فرماتی ہے۔ اللھم اجعلنی من الملھمین الصادقین

صحت نامہ کتاب ابطال الوہیت مسیح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	قبلہ	قبلہ
۲	۲	اقتصار	افتقار
۳	۳	پر	ہ
۴	۲	خداکے بیٹے بنانیکے	خداکا بیٹا ماننے کے
〃	۵	مجھ تو ہے	مجھ پر ہے
〃	۱۳	ان کو	ان سے
۶	۴	الابسار	الابصار
۷	۵	بوحنا	یوحنا کا
	۱۲	کہ محیط	کہ عموم محیط
۸	۱	تخمینہ	تخمینا
۸	۹	کے	ہ
۷	۱۲	نوافتہ	والد
۹	۱۲	یکن	تکن
۱۰	۱۰	ولد	ولدا
۱۰	۱	محافظ	محافظے
۶	۱۲	حو	جو
۱۳	۲	خلفتاکہ	خلقناکم
۱۰	۸	ہا	وما
	۱۵	میں سے	تب
۱۰	۱۰	بی زبان	عبری زبان
۶	۱۲	بی	عبری
۶	۵	عنایت	غائب
۷	۶	جیسے	جیسا
۴	۱۹	۳۲	۲۲
۱۵	۲	کو	کے
۶	۷	حق	حق میں
〃	۱۸	۲۳	۳۳
۲	۵	ولوق	وثوق
۷	۶	ششیش	ششیث
〃	۸	انٹریوں	انتڑیاں
۲	۱۰	۲۶	۶
〃	۱۲	۲۲۱	۲۲-۱
〃	۱۸	۹	۶

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶	۱۸	بدکا	بدکار لڑکے
۱۸	۳	کا	کے
〃	۱۲	ہوتا ہے	ہوتے ہیں
۲۱	۳	۱۳	۲
۲۲	۱۵	اعلیٰ	ادنیٰ
۲۴	۱۴	کہ ایکے	کہ ہم ایکے
〃	۱۹	۲۴	۳۴
۲۵	۱	نہیں	ہیں
〃	۴	وہ مجبور	وہ جو مجیب
〃	۶	اپنے	اپنی
〃	۶	گو مسیح	گو مسیح ہیں
〃	۱۰	اقرنتی	ا- قرنتی
〃	۱۱	بیکر	بیکر
	〃	کسی	سبھی
〃	۱۲	〃	〃
۲۶	۱	سوا اسے	سوا اس سے
۲۶	۴	بن	میں
〃	۵	والے	والا
۲۷	۱۱	جہاں کیا	جہاں کہا
〃	۱۲	اسے	تب سے
〃	۱۴	باپ	اس باپ
۲۸	۵	باپ ۳	باپ ۳
〃	۷	لی سب	سبکے سب
〃	۱۴	نکار	وانکار
〃	۱۲	ثالث	ثالث
۲۹	۵	کلمہ	کلمتہ
〃	۶	اللہ	ابہ
〃	〃	سیپارہ	سیپارہ ۶
۳۰	۳	ربنف	ربنلث
〃	۷	کے سامنے ہی جنبکی	کی مانند ہی جسکی
۳	۵	اپنے نداق	ایسے اپنے نداق
〃	۶	ڈ	ڈھا
〃	۱۰	سنا	سنانا

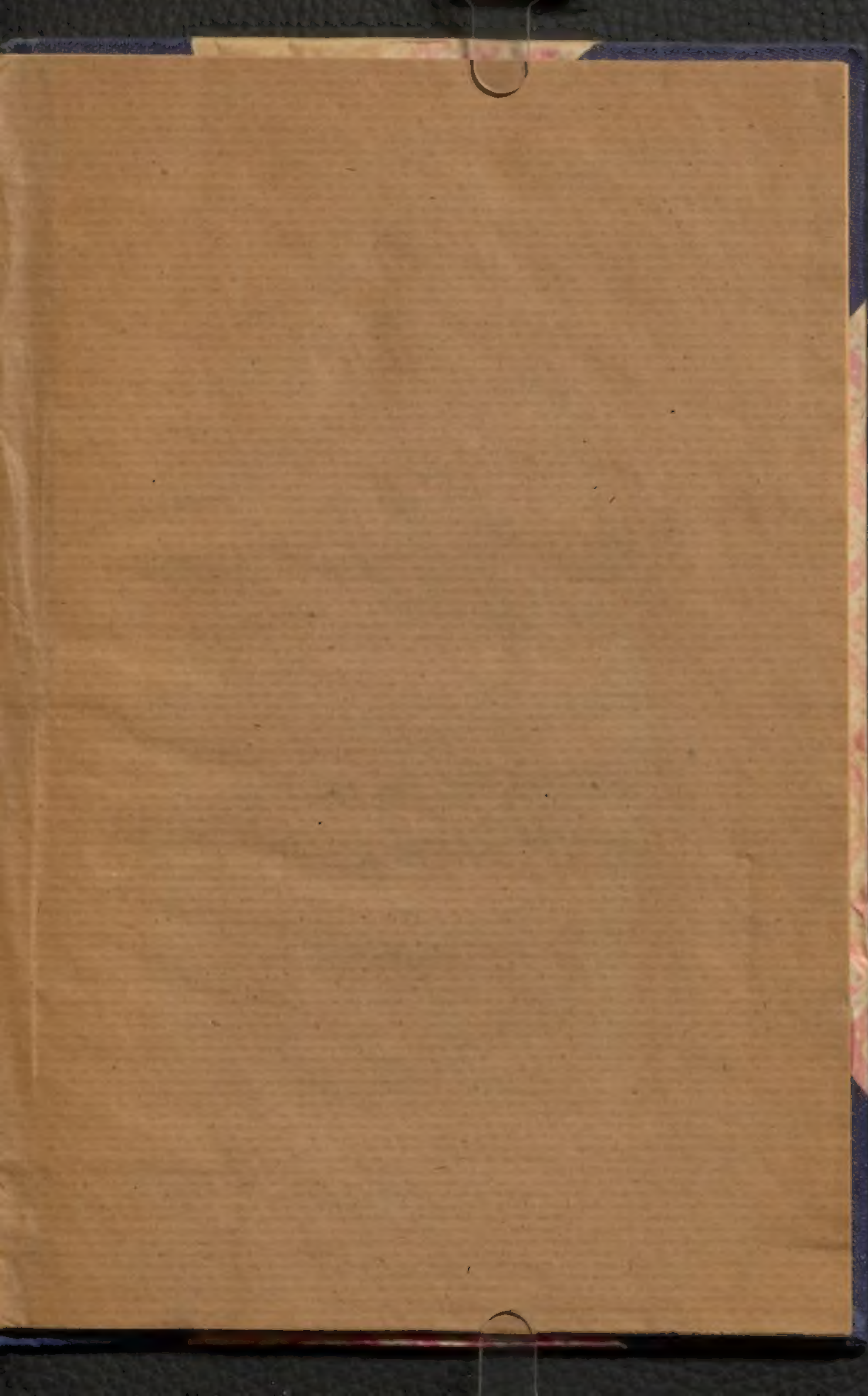
صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۱۰	مخاطبے	مخاطب
〃	۱۴	خداوند	خداو
〃	۱۱	من	اہرمن
۳۲	۹	کہ وہ روح	کہ روح
〃	〃	گویا	لوگ
	۱۹	تربیط تح	تری طرف
۳۳	۳	نمبر۱۲	نمبر۱۴
۳۴	۳	نمبر۳	نمبر۲
〃	۱۲	لیا	کہا
۳۵	۹	دیکھو روح	دیکھو وہ روح
〃	۱۹	لٹادیں	نہ کی جاویں
〃	〃	یہاں	جان
۳۶	۲	غنا	غرشا
۳۰	۱۱	ماخذ	اخذ
۳۸	۱۴	آئی	بھی
۳۶	۱	برزوج	بڑوچ
〃	۱۱	مارنے والا	یا مارنے والا
۴۰	۹	سے	سے اوپر
۴۰	۹	اول	او
۴۱	۵	قتل	فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ قُلْ
〃	۱۲	اور	او
〃	۱۳	مبایلہ	مباہلہ
۴۲	۴	التوان	الوان
〃	۱۱	اس	اس کی
۴۳	۱	اللہ	الیہ
〃	۸	ایکے	تیکے
〃	۹	عظم کو	عظام
〃	〃	بوم	یوم
۴۴	۶	کی	کا

تمت بالخیر

اشتہار

اسلامیہ پریس لاہور
مین ہر قسم کی چھپائی کا
کام بکفایت تمام چھپ سکتا
ہے قدردان قدردانی فرمائین

المشتہر
کرم بخش منیجر مطبع



908
203

